Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس **(50)** دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

تاریخ آغاز:17 05 2008

productionproactivesthe:by

دھوئیں کی تحریر

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

کیپٹن جعفری نے انسپکٹر والٹن کو چوتھا پیگ پیش کیا۔ کیپٹن جعفری کے لئے بھی چوتھے کا مطلب تھا چوتھائی بوتل۔۔۔ اس سے پہلے ہی وہ آدھی خالی کر چکے تھے اور یہ کوئی معمولی شراب تھی۔ دیسی ٹھرا تھا۔ انسپکٹر والٹن کے سینے اور حلق میں الوضرور بولنے لگے تھے لیکن اسے زندگی میں پہلی ہی بار اتنی تیز شراب پینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ چونکہ ایک عادی شرابی تھا اس لئے پیتا ہی چلا گیا۔

اس کا تعلق دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تھا اور وہ یہاں ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ محکمہ خارجہ کے سیکرٹ سروس کے ایک آفیسر کیپٹن جعفری سے اس کی پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ دوسری جنگِ عظیم میں دونوں ہی ایک یونٹ میں تھے اور والٹن بھی کیپٹن ہی تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے اسکاٹ لینڈ یارڈ میں جگہ مل گئی تھی اور کیپٹن جعفری اپنے یہاں کے محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس میں لے لیا گیا تھا۔

انسپکٹر والٹن کی آمد سرکاری نوعیت کی تھی لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا اس کے بارے میں ابھی کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہوسکا تھا۔

دراصل وہ براہِ راست چیف آفیسر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چیف آفیسر تھا کون شاید کیپٹن جعفری کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ رہا ہو۔ اس نے اس کے متعلق اتنا ضرور سن رکھا تھا کہ وہ کوئی معقول آدمی نہیں ہے۔ یہ بات اسے ان پانچ افسروں میں سے ایک نے بتائی تھی جو اب اس محکمے میں نہیں تھے۔ انہیں دوبارہ ملٹری سروس میں بھیج دیا گیا تھا۔

کیپٹن جعفری کو اس کا علم نہیں تھا۔۔۔ کہ چیف آفیسر انسپکٹر والٹن سے ملنا پسند بھی کرے گا یا نہیں۔۔۔ اس بات کو تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ چیف آفیسر اس سے ملنے پر مجبور نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ اور نہ یہی ضروری تھا کہ والٹن کو اس کی مدد حاصل ہو جائے۔ یہ چیف آفیسر کی اپنی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ والٹن کی مدد کرتا یا نہ کرتا۔

والٹن کا کہنا یہ تھا کہ کام کی نوعیت سرکاری ہی ہے لیکن وہ نجی طور پر سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر سے مدد کا طالب ہے۔ یہ بات کیپٹن جعفری کی سمجھ سے باہر تھی لیکن انسپکٹر والٹن نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

کیپٹن جعفری گم گھاگ نہیں تھا۔ اسے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ والٹن ایک عادی قسم کا شرابی ہے لہذا اس نے اسے ٹھرا پلانے کا پروگرام بنایا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ دیسی بیئر کہلاتی ہے اور بغیر کچھ ملائے پی جاتی ہے اور پینے والے اسے ایک پیگ سے شروع کرتے ہیں اور اس کے بعد کے بیگ انفرادی حیثیت سے پچھلے پیگوں کی نسبت مقدار میں دوگنے ہوجاتے ہیں۔ مثلاً دوسرے بیگ کا مطلب ہوگا دو پیگ، تیسرے کا چار پیگ، اور چوتھے کا آٹھ پیگ۔۔۔۔۔۔۔ لہذا چوتھے پیگ پر والٹن کو بار کی چھت میں ستارے نظر آنے لگے اور بے تحاشہ اپنی محبوبہ یاد آگئی جس کی ماں نہ صرف بیوہ تھی بلکہ اس کی ایک ٹانگ زہر بات کا شکار ہوکر ہمیشہ کے لئے اس کے جسم سے الگ ہوگئی تھی۔۔۔ محبوبہ کے ساتھ اس کی کٹی ہوئی ٹانگ بھی یاد آگئی اور والٹن نے رودینے کا سامنہ بنایا۔

کیوں ڈیئر کیا بات ہے کیپٹن جعفری نے پوچھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

بے چاری۔۔۔۔ والٹن ٹھنڈی سانس لیکر رہ گیا۔ کیپٹن جعفری چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے کہیں بھی کوئی بے چاری نظر نہ آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اب اس کی کھوپڑی آؤٹ ہو رہی ہے۔

اس نے کہا ہاں۔۔۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔۔۔ بیچاری آگے کہو۔

مگر والٹن کی کھوپڑی آوٹ ہوکر صرف اپنی محبوبہ کی مفلوج ماں کے گرد ہی ناچنے لگی تھی۔ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بک گیا لیکن کیپٹن جعفری کے ایک بھی پلے نہ پڑی۔ اور پھر اسے اپنی حماقت پر غصہ آگیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس نے خواہ مخواہ یہ مصیبت مول لی۔ کیونکہ اب والٹن بری طرح بھکنے لگا تھا۔۔۔ بہر حال

اب کھیل تو بگڑ ہی چکا تھا۔ جعفری نے سوچا کیوں نہ براہِ راست اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائیے ۔

تم یہاں کیوں آئے ہو اس نے پوچھا

بیچاری کے لیئے ۔ مجھے یہاں اپنے ہاں کے کسی فقیر سے ملواؤ۔۔۔۔۔ ایسا فقیر جو آسمان کی طرف رسہ اچھال کر اس پر چڑھتا چلا جائیے ۔ مجھے آج ایک فقیر ملا تھا۔ میں نے اسے پانچ کا نوٹ دیا تھا لیکن وہ کٹی ہوئی ٹانگ واپس نہیں لاسکتا۔ اس نے کہا کہ میں جس فقیر کا اسسٹنٹ ہوں وہ بڑا سور آدمی ہے اور۔۔

اچھا۔۔۔ اب خاموش ہو جاؤ۔ کیپٹن جعفری نے جھنجھلا کر کہا ورنہ۔۔۔۔۔

ورنہ کیا۔۔۔ والٹن آنکھیں نکال کر بولا۔ کیا میں تم سے کمزور ہوں

جعفری گو بہت زیادہ ڈاؤن نہیں تھا مگر نشے ہی میں تھا۔ لہذا اسے والٹن کا لہجہ بہت برا لگا اور اسے غصہ آ گیا۔

ایک ہی گھونسے میں تمہارا چہرہ جبڑوں سے محروم ہو جائے گا۔

اوہ۔۔۔ یُوسوائین والٹن نے دانت پیس کر ہاتھ گھما دیا لیکن اس کا ہاتھ کیپٹن جعفری کے چہرے پر نہیں پڑ سکا تھا کیونکہ دفعتاً ہال میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک چیخ تاریکی میں لہرائی اور کیپٹن جعفری کا نشہ ہرن ہو گیا پھر اس نے قریب ہی کسی کے گرنے کی آواز سنی۔

چیخ سو فیصد والٹن ہی کی تھی اور وہ اس کے کانوں کے قریب چیخا تھا۔ اندھیرے میں شوروغل کی آوازیں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھیلتی اور بڑھتی رہیں۔

اچانک کسے نے چیخ کر کہا پوری لائین آف ہے۔

پھر کوئی دوڑتا ہوا شخص جعفری کی کرسی سے ٹرایا اور وہ دونوں کرسی سمیت فرش پر ڈھیر ہو گئیے ۔ کیپٹن جعفری نے اسے انگریزی میں گالیاں دیں۔

نشے کی حالت میں وہ کبھی اردو نہیں بولتا تھا۔ لیکن انتہائی غصے کے باوجود بھی اس نے ٹکرانے والے کو نکل جانے دیا۔ اگر وہ اجالے میں ٹکرایا ہوتا اور اچھی حیثیت کا آدمی ہوتا تو جعفری کے ہاتھوں پٹے بغیر نہ رہ سکتا۔ جعفری کم رتبہ آدمیوں پر ہاتھ اٹھانا کسرِ شان سمجھتا تھا۔

نشے میں بھی اسے اس بات کا خیال رہتا تھا۔ اسے اس بات پر بڑا فخر تھا کہ وہ ایک اچھے خاندان کا آدمی ہے۔ اس وقت تو وہ اور زیادہ خوش تھا۔ کیونکہ ابھی ابھی اس نے انگلینڈ کے ایک خاندانی آدمی کے ساتھ شراب پی تھی۔ انسپکٹر والٹن دراصل سر ہنری والٹن کا پوتا تھا۔ اور موجودہ سر گریس والٹن کا بھتیجا تھا۔

یک بیک ہال پھر روشن ہو گیا۔۔۔۔۔ اور لوگ اجالے میں بھٹک آنے والی چمگادڑوں کی طرح چندھیائے سے معلوم ہونے لگے۔۔۔

لیکن جعفری کی آنکھوں کے سامنے تاریکی کا ایک گنجان سا دائرہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔۔۔۔ کیونکہ والٹن کو اس نے جس حال میں دیکھا۔ وہ اس کے خواب وخیال میں بھی آنے والی چیز نہیں تھی وہ فرش پر اوندھا پڑا تھا اور اس کے پشت میں دونوں شانوں کے درمیان ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

بار میں بھگدڑ مچ گئی والٹن ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے یہی بتایا۔۔۔۔ کیپٹن جعفری کا یہ عالم تھا جیسے اس نے ہفتوں سے شراب ہی نہ پی ہو۔۔۔

پولیس کو بیان دیتے ہوئے اس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ نہ تو اس نے یہ بتایا کہ اس کا تعلق محکمہِ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ہے اور نہ یہی ظاہر ہونے دیا کہ مقتول اسکاٹ لینڈ یارڈ کا کوئی سراغ رساں ہے۔ اس کے بیان میں یہی تھا کہ اس کی اور مقتول کی دوستی بہت پرانی تھی کیونکہ وہ دونوں دوسری جنگِ عظیم میں اتحادیوں کی طرف سے شانہ بشانہ لڑ چکے تھے آج اتفاقاً دونوں کی ملاقات ہوئی اور جعفری نے اسے بار

میں مدعو کر دیا۔ اس نے بتایا کہ اسے والٹن کی جائے قیام تک کا علم نہیں تھا۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں وہ کیا بتا سکتا کہ اس کی کسی سے دشمنی تھی یا نہیں۔

پولیس نے اسے تقریباً پانچ گھنٹے تک روکے رکھا۔۔۔۔۔

بہرحال جعفری کے لئے یہ ایک سنسنی خیز تجربہ تھا۔۔۔ اس نے بموں اور گولیوں کی گونج میں بھی اپنی زندگی کا کچھ حصہ گزارا تھا زخمیوں اور مرتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں سنی تھیں۔ خود اپنے ہی ہاتھوں سے درجنوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔۔۔ مگر والٹن کے اس حیرت انگیز قتل سے زیادہ وہ اور کسی چیز سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا۔۔۔ رات کا بقیہ حصہ اس نے جاگ کر گزارا۔

ٹھیک پانچ بجے اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

ہیلو دوسری طرف سے آواز آئی کیپٹن جعفری۔

ہاں جعفری بول رہا ہے جعفری نے جواب دیا۔

میں ایکس ٹو بول رہا ہوں

اوہو چیف آفیسر صاحب۔۔۔ فرمائیے۔۔۔۔ جناب

کیا پچھلی رات تم اور والٹن تنہا ہی تھے۔۔۔۔

جی ہاں جناب۔۔۔ جعفری اپنا سر کھجانے لگا۔۔۔ اور اس کی پیشانی پر دو تین موٹی موٹی شکنیں ابھر آئیں۔۔۔

کیا تمہارا بیان جو تم نے پولیس کو دیا ہے صحیح تھا

نہیں جناب بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اسے اپنی موجودہ حیثیت کے متعلق کچھ بتاتا۔۔

خیر۔۔۔ اس کے علاوہ۔۔۔

اور سب کچھ درست تھا جعفری نے جواب دیا۔

اگر تم پچھلی رات نشے میں نہ ہوتے تو میں اسے تسلیم کر لیتا دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ دیکھئے۔۔۔۔۔۔ جج جناب۔۔۔۔۔۔

اور ٹھراپی رہے تھے۔۔ لعنت ہے تم دونوں پر۔۔۔ اگر پوسٹ مارٹم کرنے والوں نے معدے میں بچی کچھی شراب کی شناخت کر لی تو تم بڑی مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔۔

اوہا۔۔۔۔ جعفری کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

خیر یہ تم نے اچھا کیا کہ والٹن کی اصلیت بھی چھپا گئے۔۔۔

آپ جانتے ہیں جعفری نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔

میرے خدا جعفری نے حیرت سے کہا پھر آپ اس سے ملے کیوں نہیں

ایکس ٹو سے کوئی نہیں مل سکتا جواب ملا۔

تو پھر آپ بھی یہ جانتے ہوں گے کہ وہ آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا جعفری نے پوچھا۔

ہاں میں یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔۔ اچھا دیکھو اب تم پولیس کے ہاتھ نہیں آؤ گے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا میں نہیں چاہتا کہ میرے محکمہ کا کوئی آدمی عوام کی نظروں پر چڑھے کیا سمجھے۔۔۔۔۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ پولیس تمہارے چاروں طرف جال بُن رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ بار کے منیجر نے اپنے بیان میں یہی لکھوایا ہے کہ تم گو کہ اس کے پرانے گاہک ہو مگر کل تم نے بار سے شراب نہیں طلب کی تھی اگر میزیں وغیرہ نہ الٹی ہوتیں تو پولیس تمہارے میز پر ٹھرے کی بوتل ضرور پاتی اور پھر تمہیں گھر تک پہنچنا نصیب نہ ہوتا۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ بات حیرت انگیز تھی۔۔۔۔

تم ایک انگریز کو دیسی تھرا پلا رہے تھے اور وہ بدھو پی رہا تھا۔ بہر حال اس وقت تو تم صاف نکل آئے تھے۔۔۔۔۔ مگر اب پوسٹ مارٹم کی رپورٹ جیسے ہی پولیس کے ہاتھوں میں پہنچی۔۔۔۔۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا ہوگا۔۔۔۔ لہذا اجالا پھیلنے سے پہلے ہی اپنی قیامگاہ چھوڑ دو لیکن اگر تمہارے کاغذات میں سے ایک بھی وہاں رہ گیا تو۔۔۔۔۔ آہا۔۔۔۔۔۔ ٹھہرو وہیں تمہیں بتاتا ہوں

ٹھائیں۔۔۔۔۔۔ اچانک ایک فائر ہوا۔۔۔ اور گولی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔۔۔ ریسیور جعفری کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔۔ اور اس نے بے تحاشہ کھڑکی سے باہر چھلانگ لگادی کھڑکی زمین سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔۔۔ پھر بھی اس کے داہنے پیر میں کافی چوٹ آئی اب وہ سڑک پر تھا۔۔۔ کھڑکی سے پھر ایک فائر ہوا۔۔ اس بار بھی جعفری بال بال بچا سردیوں کے دن تھے سڑک سنسان پڑی تھی جعفری نے ایک گلی میں گھس کر دوڑنا شروع کر دیا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب میں دوڑ رہا ہو۔ جعفری بزدل نہیں تھا لیکن وہ اندھیرے سے چلائی جانے والی گولیوں سے بہت ڈرتا تھا۔۔۔

کیپٹن خاور گہری نیند میں تھا۔۔۔ ٹھیک پانچ بجے اس کے سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اور خاور اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے اس کا انتظار ہی رہا ہو اس کی نیند کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ گہری نیند سوتا تھا۔ لیکن کوئی معمولی سی آواز بھی اسے جگا سکتی تھی

ہیلو۔۔۔ وہ ماؤتھ پیس میں حلق پھاڑ کر چیخا۔

ایکس ٹو۔۔۔۔ اسپیکنگ دوسری طرف سے آواز آئی۔

اوہ۔۔۔ یس سر۔۔۔۔۔ گڈ مورننگ کیپٹن خاور بوکھلا گیا۔

مورننگ دوسری طرف سے آواز آئی۔ دیکھو کیپٹن خاور۔۔۔ کیپٹن جعفری خطرے میں ہے۔۔ اس کے مکان پر فوراً پہنچو۔۔۔ اس کے کاغذات کی حفاظت ضروری ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ پولیس کے

قبضے میں جائیں۔۔۔ جلدی کرو اجالا ہونے سے پہلے ہی تمہیں وہاں سے واپس آجانا چاہیے۔۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔۔ خاور نے تیزی سے کپڑے پہنے اور میز کی دراز سے ریوالور نکال کر جیب میں ڈالتا ہوا باہر نکل آیا۔ موٹر سائیکل سائبان کے نیچے موجود تھی۔۔۔ بس پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح کیپٹن جعفری کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ سڑکیں سنسان پڑی تھیں اس لئے چوراہوں پر روک لیے جانے کا بھی خدشہ نہیں تھا۔۔۔ موٹر سائیکل گویا فضا میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔

پھر اس کا انجن جعفری کے مکان کے سامنے ہی پہنچ کر بند ہوا۔۔۔ موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے کیپٹن خاور دڑانہ اندر گھستا چلا گیا۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

خبردار اچانک ایک کمرے سے آواز آئی جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے پولیس۔۔۔ لیکن خاور اتنا احمق نہیں تھا کہ ایسے فقروں میں آجاتا۔ اگر پولیس اندر موجود تھی تو باہر بھی کسی نہ کسی کو ہونا چاہئے تھا اور کوئی نہیں تو ایک کانسٹیبل ہی صدر دروازے پر نظر آ گیا ہوتا۔

کیپٹن خاور نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ بند دروازے کی طرف کر دیا۔ اسی دروازے کی دوسری طرف سے کسی نے اسے مخاطب کیا تھا اور اس دروازے کے شیشوں میں روشنی بھی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ لہذا جو کوئی بھی اندر تھا۔ اندھیرے میں ہی تھا۔ کیپٹن خاور نے آگے بڑھ کر ایک زوردار ٹھوکر دروازے پر رسید کی دروازہ کھل گیا۔ ساتھ ہی ایک شعلہ سا سنسناتا ہوا اس کے داہنے کان کے قریب سے گزر گیا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اندر گہری تاریکی تھی اور سناٹے کا یہ عالم تھا جیسے چند لمحات پیشتر نہ تو کوئی فائر ہوا ہو اور نہ ہی کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ہو۔

تقریباً تین یا چار منٹ تک یہی کیفیت رہی۔۔۔۔۔ کیپٹن خاور چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا۔ وہ اس مکان کے نقشے سے اچھی طرح واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کوئی بھی اس کمرے کے اندر ہے۔ اس کے لئے فرار کی راہ اس دروازے کے علاوہ کوئی دوسری نہیں ہوسکتی۔

ورنہ وہ اتنا گاؤدی نہیں تھا کہ اس طرح وقت برباد کرتا۔۔۔

اچانک اندر سے روشنی کی ایک باریک سی لکیر باہر رینگ آئی۔ کیپٹن خاور اب بھی بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اس ناے اپنی سانس تک روک رکھی تھی لیکن ریوالور کا رخ دروازے ہی کی طرف تھا۔۔۔۔

روشنی کی لکیر جلد ہی غائب ہوگئی۔۔۔ شاید وہ کسی ننھی سی ٹارچ کی روشنی تھی جس کی شعاعیں پھیلتی نہیں تھیں۔

دوسرے ہی لمحے میں کوئی دبے پاؤں کمرے سے نکلا۔۔۔ اور ساتھ ہی خاور کے ریوالور کی نالی اس کے جسم کے کسی حصے سے جا لگی۔۔۔

اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو خاور نے آہستہ سے کہا۔

یہ کھلی ہوئی حماقت تھی۔۔۔ اندھیرے میں اس قسم کے اقدامات فضول ہی ہوتے ہیں۔ بہرحال وہ گھونسہ خاور کی پیشانی پر پڑا تھا۔ جس نے اس کی آنکھوں میں ستارے بھر دیے اور اسے چاروں طرف اجالا ہی اجالا نظر آنے لگا۔

مگر اس کے اوسان سلامت تھے اس نے جوابی حملہ ریوالور کے دستے سے کیا ویسے یہ اور بات ہے کہ وہ دیوار پر پڑآ ہو۔۔۔

اس کے ہاتھ میں چوٹ بھی آئی اور ریوالور بھی ایک جھٹکے کے ساتھ فرش پر جا پڑا۔

بہرحال وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن رہا تھا جو لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جارہی تھی۔۔۔ پھر سناٹا چھا گیا۔

اب خاور نے جیب سے ٹارچ نکالی۔۔۔ اور سارے کمرے روشن کرتا چلا گیا۔ صدر دروازہ مقفل کرنے کے بعد وہ پھر ان کمروں کی طرف واپس آ گیا شاید ہی کوئی کمرہ ایسا رہا ہو جس میں ابتری نہ نظر آئی ہو۔۔۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بہت جلدی میں کوئی چیز تلاش کرنے کی کوشش کی ہو۔

خاور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا کیونکہ وہ اس جگہ سے واقف تھا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھا کرتا تھا۔۔۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں آدمی ایک دوسرے سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان رازوں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے جن کا تعلق محکمے سے تھا۔

وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھتا تھا۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کی روح تک لرز اٹھی۔۔۔ کیونکہ کاغذات وہاں نہیں تھے۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔۔۔ اس کا پراسرار آفیسر ایکس ٹو۔۔۔ بڑی سختی سے جواب طلب کرے گا۔۔۔۔۔ ایکس ٹو جس کی شکل اس کے آٹھوں ماتحتوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔ اس کے پیغامات انہیں فون پر ملا کرتے تھے۔۔۔ بعض اوقات تو انہیں ایسا محسوس ہونے لگتا جیسے وہ کوئی بُری روح ہو۔

کیپٹن خاور نے ایک جھرجھری سی لی۔ وہ سب ایکس ٹو سے بہت ہی ڈرتے تھے۔

اچانک اس کی نظر میز پر پڑی جس پر صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا پیپر ویٹ سے دبا رکھا تھا۔ اس کے علاوہ اس میز پر اور کچھ نہیں تھا۔ خاور نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور پھر ایک گہری سانس لے کر کمروں کے بلب بجھانے میں مشغول ہوگیا۔۔۔ کاغذ کے اس ٹکڑے پر تحریر تھا۔

تم لوگ بالکل گاؤدی ہو۔ اگر میں بھی تمہارے ساتھ نہ لگا رہوں تو تم بیڑہ ہی غرق کردو۔ کاغذات میں لیے جارہا ہوں۔ تم پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جاؤ اگر پکڑے گئے تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔

ایکس ٹو۔

کیپٹن خاور بڑی بدحواسی کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا۔

عمران بڑے جوش وخروش کے ساتھ میز پر طبلہ بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسے انہماک کے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم فریضہ انجام دے رہا ہو۔ محکمۂ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سپرنٹنڈنٹ، کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہا ہوگا۔

آج کل اسے عمران سے اللہ واسطے کا بیر ہو گیا تھا۔ بنائے فساد دراصل رات کے شہزادے کا کیس تھا۔

فیاض کا کہنا تھا کہ آخر کار وہ سرکاری اداروں کی آڑ لے کر اپنا کام کیوں نکالتا ہے۔۔۔ اب تک وہ دوبار اس قسم کی حرکتیں کر چکا تھا۔ نیلے پرندوں کے کیس میں، اس نے خود کو وزارتِ خارجہ کا نمائندہ بنا کر پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس کا یہ دعٰوی فیاض کی تفتیش کی روشنی میں غلط ہی ثابت ہوا تھا۔۔

۔۔۔ پھر رات کے شہزادے والے کیس میں اس نے اپنا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ظاہر کر کے کام نکالا۔ فیاض اس کے اس دعٰوے کی تصدیق بھی نہ کر سکا۔ مگر چونکہ اسے علم تھا کہ اس کیس میں وزارت داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان بھی ملوث تھے۔ اس لیے اس نے عمران کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے جو کچھ بھی کیا ہوگا، سر سلطان کے اشارے ہی پر کیا ہوگا۔ یہ بات بھی اسے معلوم تھی کہ سر سلطان عمران کی صلاحیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔

فیاض، اس وقت عمران کے فلیٹ میں کیا کر رہا تھا اس چیز کے اظہار کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی تھی۔

جب کہ پچھلی رات شہر میں ایک عجیب وغریب واردات ہو چکی تھی۔

تم نے کیا سوچا فیاض نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

سوپر فیاض عمران نے میز پر طبلہ بجانے کا شغل ترک کر کے ایک طویل سانس لی۔ وہ چند لمحے فیاض کو نیم باز آنکھوں سے دیکھتا رہا پھر سنجیدگی سے بولا۔ یہ پہلا اتفاق ہے کہ اتنی دیر تک طبلہ بجانے کے باوجود بھی کچھ نہیں سوچ سکا۔۔۔ تم خود سوچنے کی کوشش کرو۔ ان دونوں نے بار سے شراب نہیں پی لی تھی لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہتی ہے کہ انگریز بحالت نشہ قتل ہوا تھا معدے میں بھی شراب کی مقدار موجود تھی۔ اور وہ تقریباً تین گھنٹے تک بار میں بیٹھے تھے۔ کیپٹن جعفری غائب ہو گیا۔ پولیس کو اس کے گھر کا سارا سامان اِدھر اُدھر بکھرا ہوا ملا۔ ایک دیوار سے ریوالور کی گولی برآمد ہوئی۔ خنجر کے دستے پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔ بلکہ تین بار وغیرہ۔ اب بتاؤ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اگر موقع پر موجود ہوتا تو قاتل کو وہ۔ وہ کوسے دیتا کہ اس کی دادی بھی بلبلاتی ہوئی اپنی قبر سے نکل آتی۔

اچھا۔ تو میں جا رہا ہوں لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سلسلے میں کچھ کرتے پھر رہے ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اس بار تم ہتھے چڑھ گئے تو قبر تک تمھارے ساتھ جاؤں گا۔

بہتر یہی ہے کہ تم قبر ہی میں میرا انتظار کرنا۔ عمران دوبارہ اپنا شغل شروع کرتا ہوا بولا۔ میرے ساتھ کہاں تک دوڑتے پھرو گے۔۔۔۔ ار۔۔۔۔ رر۔۔۔۔۔۔۔ ہا۔ اس نے ہاتھ روک کر ٹیلیفون کو مکا دکھایا۔

جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی جس کے لیے عمران نے کتے کا پلا رکھ چھوڑا تھا۔

اسے جب سے کتے کے پلے کی آواز سنائی دینے لگی تھی تب سے اس نے بھی بلی کا روپ دھار لیا تھا۔

اس وقت بھی جیسے ہی عمران نے ماؤتھ پیس میں ہیلو کہا، دوسری طرف سے میاؤں سنائی دی۔

تمھارا فون ہے۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

فیاض بھی اتنی ہی سنجیدگی سے اٹھ کر منبر کے قریب آیا۔ ریسیور ہاتھ میں لیتے وقت اس کے چہرے پر الجھن

کے آثار نظر آنے لگے۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ میں موجود ہے۔ اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ عمران کی طرف جا رہا ہے۔

ہیلو۔۔۔

میاؤں۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

کیا مطلب۔۔۔ کون ہے فیاض غرایا۔

میاؤں۔۔۔ میاؤں۔۔۔ میاؤں

فیاض نے ریسیور رکھ کر عمران کے سر پر دو تھپڑ رسید کر دیئے لیکن پھر اپنے ہی ہاتھ سہلانے پڑے کیونکہ عمران نے وار خالی دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس کے ہاتھ میز ہی پر پڑے ہوں گے۔

واقعی۔ اس فون میں کوئی آسیبی خلل واقع ہو گیا ہے۔ عمران نے فیاض کو متحیرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ کون تھی فیاض غرایا۔

غالباً یہ کوئی بُری روح تھی۔

ہاں۔۔۔ آں۔۔۔ فیاض برا سا منہ بناتے ہوئے بولا۔ تم یہاں دن رات عبادت تو نہ کرتے ہو گے۔ گھر والوں سے علیحدہ رہنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے۔

اکثر یہ بھی سوچتا ہوں۔ عمران نے اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر کہا۔ شاید کوئی صاحب اپنی بلی کو فون کرنا سیکھا رہے ہیں۔

تم ہمیشہ مجھے لغو قسم کی بکواس میں الجھا لیتے ہو۔ فیاض بپھر گیا۔

راستہ ادھر ہے۔ عمران نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

فیاض اس وقت کچھ موڈ میں نہیں تھا۔ وہ بات بھی نہیں بڑھانا چاہتا تھا۔۔۔ اور پھر غرض بھی اپنی ہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران ابتدا میں پریشان تو ضرور کرتا ہے لیکن پھر کسی نہ کسی طرح کام نکل ہی جاتا ہے۔

وہ عمران کو دھمکیاں دیتا ہوا باہر چلا گیا۔

کیپٹن خاور کی موٹر سائیکل گرانڈ ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ وہ اسے پورچ تک دھکیلتا ہوا لے گیا۔ پھر ایک طرف کھڑی کر کے ہوٹل میں داخل ہو گیا۔

اس کے چیف آفیسر ایکس ٹو نے اسے اطلاع دی تھی کہ کیپٹن جعفری گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر سولہ میں مقیم ہے۔ اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہر حال میں جعفری سے رابطہ قائم رکھے۔ سولھویں کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے بند دروازے پر دستک دی۔

کون۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔

خاور۔۔۔

دوسرے ہی لمحے میں اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ جعفری سامنے کھڑا تھا لیکن خاور اسے پہلی نظر میں نہیں پہچان سکا۔ کیونکہ اس نے اپنی گھنی مونچھیں صاف کرا دی تھیں اور پہلے کی نسبت کم عمر نظر آنے لگا تھا۔

تم یہاں کیسے جعفری نے حیرت ظاہر کی۔

ایکس ٹو کی عنایت۔ خاور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

وہ چند لمحے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر جعفری نے کہا۔

ایکس ٹو یقیناً کوئی بھوت ہے۔

یہ جملہ ہم اتنی بار دہرا چکے ہیں کہ اب اس میں کوئی جاذبیت نہیں رہ گئی۔ کیپٹن خاور نے خشک لہجے میں کہا۔

وہ بھوت ہو یا نہ ہو لیکن اسے اس کی خبر بھی رہتی ہے کہ ہم نے دن بھر میں کتنے سانس لیے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

بیٹھو۔ جعفری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جعفری بری طرح بھرا بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو خاور نے اس کے سامنے اپنی کارگزاریوں کا تذکرہ چھیڑ دیا اور یہ بھی پوچھا آخر والٹن، ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔

خدا جانے۔ جعفری برا سا منہ بنا کر بولا میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ پھندہ اپنی گردن میں ڈالا ہے۔

دفعتاً میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر چیخ اٹھا۔

دیکھو۔ کون ہے۔ جعفری نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کیپٹن خاور نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والی ہوٹل کے ٹیلیفون ایکسچینج کی آپریٹر تھی۔

کیا سولہویں کمرے میں کوئی صاحب، مسٹر خاور ہیں دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

میں خاور ہی بول رہا ہوں

دیکھیئے، ہولڈ آن کیجیئے۔۔۔ آپ کی کال ہے۔

خاور، جعفری کے چہرے پر نظریں جمائے پلکیں جھپکاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

کون ہے

خاور۔۔۔

ایکس ٹو دوسری طرف سے آواز آئی۔ تم پہنچ گئے نا

جی ہاں، جناب

کوئی خاص بات ایکس ٹو نے پوچھا۔

اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کیپٹن جعفری نے اپنی مونچھیں صاف کرا دی ہیں

ہوں ایکسٹو کی آواز میں غصیلا پن تھا۔ کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ دو آدمی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے گرانڈ ہوٹل تک آئے ہیں۔

اوغ کیپٹن خاور کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

اور وہ دونوں اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں تمہارے منتظر ہیں۔ کچھ دیر قبل ان میں سے ایک سولہویں کمرے کے دروازے پر بھی کھڑا رہا تھا۔ سنو کیپٹن جعفری کی زندگی خطرے میں ہے۔ چند نامعلوم آدمیوں کو شبہ ہے کہ والٹن نے اسے کوئی خاص بات بتائی ہے۔ وہ بات جس کا اعلان وہ پسند نہیں کرتے۔

پھر میرے لئے کیا حکم ہے کیپٹن خاور نے پوچھا۔

تم اس وقت تک کمرے سے نہیں نکلو گے، جب تک کہ میں تمہیں دوبارہ فون نہ کر دوں۔ دروازہ اندر سے بند رکھنا۔

بہت بہتر جناب ایسا ہی ہوگا۔ کیپٹن خاور نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ خاور بھی ریسیور رکھ کر جعفری کی طرف مڑا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ تم واقعی مصیبت میں پھنس گئے ہو۔

کیوں۔۔۔

خاور نے اپنی اور ایکسٹو کی گفتگو دہرا دی۔

اے کپتان صاحب جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان لوگوں کے ڈر سے یہاں چھپا بیٹھا ہوں۔

خاور نے کائی جواب نہ دیا۔ جعفری بولتا رہا۔ میں یہ سب کچھ ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق کر رہا ہوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ پولیس مجھ تک پہنچے اور یہ بات ت وجھے ابھی معلوم ہوئی ہے کہ وہ مجھے پولیس کے علاوہ کسی دوسری پارٹی سے بھی بچانا چاہتا ہے

بھئی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ڈرپوک ہو۔ خاور بولا۔ میں نے تو تمہیں ایک نئ بات بتائی ہے اور تمہیں خود اعتراف ہے کہ یہ اطلاع تمہارے لیئے بالکل نئ ہے میں سوچ رہا ہوں کہ والٹن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا ہے اور ایکس ٹو اس سے واقف ہونے کے باوجود بھی کیوں نہ ملا۔

جعفری نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔۔۔ کمرے پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔

عمران اور اس کی دوست روشی گراؤنڈ ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے الجھے ہوئے تھے۔ روشی کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے دوربین گلیلیو نے بنائی تھی اور عمران کہہ رہا تھا۔ اس دنیا کی سب سے پہلے دوربین گورداسپور کے شیخ چتانی نے بنائی تھی۔

بات بڑھ گئی۔۔۔ روشی میز پر گھونسہ مار کر بولی۔ تم ہمیشہ کے تنگ نظر ہو۔ جہاں مغرب نے کوئی نئ چیز ایجاد کی تم نے نعرہ لگایا کہ واہ یہ تو صدیوں پہلے کسی مسلمان نے بغداد میں بنالی تھی۔ یہ کیا لغویت ہے۔

میں گورداسپور کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ جہاں بہت اچھا گڑ بنایا جاتا ہے۔ میرا دعوی ہے کہ انگلینڈ یا امریکہ والے اتنا اچھا گڑ نہیں بنا سکتے۔

مت بکواس کرو۔۔ میں نہیں جانتی کہ گڑ کسے کہتے ہیں۔

یہ لو اب تم نہیں جانتیں تو بیچارے انگلینڈ یا امریکہ والے کیا جانتے ہوں گے۔ اگر انہوں نے اور دو چار سال بعد گڑ بنالیا تو یہی سمجھیں گے گڑ ہماری ایجاد ہے۔ بھئی واہ اور اگر اس وقت کوئی یہ کہے گا کہ چار سو سال پہلے ہی گورداسپور والے گڑ بنانا جانتے تھے تو تم جیسی کسی تنگ نظر عورت کو مزہ آ جائے گا۔

یہ کیا چیز ہے روشی جھنجھلا کر بولی۔

بہت بڑی چیز ہے۔ عمران سنجدیگی سے سر ہلا کر بولا۔

یہ گفتگو اونچی آواز میں ہو رہی تھی۔ دونوں سنجیدہ تھے۔۔۔ اس لیئے قرب و جوار کی میزوں کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

بتاؤ نا کیا چیز ہے۔۔۔ روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ارے چھوڑو بھی۔۔۔ کوئی دوسری بات کرو۔

نہیں دوسری بات نہیں۔۔۔ تمہیں بتانا پڑے گا۔

گڑ۔۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ کس طرح سمجھاؤں۔۔ کسی دن دکھا دوں گا۔

ساتھ ہی عمران نے روشی کو کچھ اشارہ کیا اور روشی یکلخت خاموش ہو گئی۔

اچھا تم یہیں انتظار کرو۔۔۔ میں ابھی گڑ لا رہا ہوں۔ اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔ روشی وہیں بیٹھی رہی۔

کچھ دیر بعد کمرہ نمبر سولہ کے فون کا بزر پھر چیخا۔۔۔ اس بار جعفری نے ریسیور اٹھایا۔

ہیلو۔۔ کمرہ نمبر سولہ۔۔ ایکس چینج کی لڑکی کی آواز تھی۔ یس پلیز۔۔۔

ہولڈ آن کیجیئے

پھر دوسرے ہی لمحے جعفری نے ایکس ٹو کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ جعفری تم فوراً کمرہ نمبر ستائیس میں چلے جاؤ۔۔۔ وہ خالی ہے اور اس کی بکنگ مسٹر طاہر کے نام سے ہو گئی ہے۔ خاور سے کہو وہ وہیں ٹھہرے۔۔

جلدی کرو۔۔

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

تم یہیں ٹھہرو گے۔۔ میں کمرہ نمبر ستائیس میں جا رہا ہوں۔

کیوں۔۔ کیا ایکس ٹو

ہاں وہی۔۔ کیا مصیبت ہے۔۔

یار۔۔ ہمیں ایسے آفیسر پر فخر کرنا چاہیئے جو چوبیس گھنٹے جاگ کر ہماری حفاظت کرتا رہتا ہے۔

اچھا میں چلا۔۔۔ جعفری نے کہا اور باہر نکل گیا۔ سنسان راہداری میں اس کے قدموں کی آواز گونجتی رہی۔

کیپٹن خاور نے دروازہ نہیں بند کیا۔۔ اس نے اپنے پایئپ میں تمباکو بھری اور آرام کرتا نیم دراز ہو کر پایئپ کے ہلکے کش لینے لگا۔

بمشکل تمام دس منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک اجنبی کمرے میں گھستا چلا آیا اور اس نے خاور کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ اس حرکت کے خلاف احتجاج کر سکتا۔ خاور کی نظر اپنی اپنی طرح اٹھتے ہوئے ریوالور کی طرف تھی۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے بھی کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

جعفری کہاں ہے ریوالور والے نے غرا کر پوچھا۔

جعفری کیپٹن خاور نے حیرت ظاہر کی پھر جلدی سے بولا۔ اوہ تو آپ لوگ بھی کیپٹن جعفری کی تلاش میں ہیں

ہاں۔۔ لیکن تم کون ہو۔۔ اور کل صبح اس مکان میں کیا کر رہے تھے

تم پوچھنے والے کون ہو خاور نے برافروختگی کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ تم ریوالور لیئے ہوئے کسے دھمکا رہے ہو۔ اسے تو جیب ہی میں رکھو میں ایسی چیزوں کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہوں۔۔

جعفری کہاں ہے۔ کچھ دیر پہلے وہ اسی کمرے میں تھا ریوالور والے نے آہستہ سے پوچھا۔

مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی کہ جعفری یہاں ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔

کیا۔۔۔ کیا۔۔۔

لیکن یہی کہ وہ یہاں نہیں ہے۔۔۔ خاور نے لاپروائی سے کہا۔

پھر یہاں کون تھا جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا

میرے دوست تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ خاور نے نرم آواز میں کہا۔ میں نے یہی سمجھ کر دروازے پر دستک دی تھی کہ جعفری یہاں موجود ہے۔ لیکن اندر سے جواب نہ ملنے پر میں نے دروازے کو دھکا دیا تو وہ کھل گیا۔۔

پھر تم اتنی دیر سے یہاں کیا کر رہے ہو

اس کی واپسی کا انتظار۔۔۔ مگر پھر سوچتا ہوں کہ آخر وہ دروزے کو مقفل کر کے کیوں نہیں گیا۔۔۔

ریوالور والے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ وہ پوچھنے لگا۔

تمہیں جعفری کی تلاش کیوں ہے۔۔۔

وہ میرا دوست ہے۔ اس نے مجھے فون پر مطلع کیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں کل صبح اس کے گھر پہنچا۔ مگر وہاں اس کے علاوہ اور کوئی تھا جس نے مجھ پر فائر کر دیا۔ ہم دونوں میں زبردست ٹکر ہوئی لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ وہ تم دونوں ہی میں سے کوئی رہا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ یا تو مجھے اس کا قصور بتاؤ یا اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاؤ

ہم باز آ گئے اپنی حرکتوں سے۔۔ اجنبی نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ آؤ ہم سب مل کر اسے تلاش کریں۔۔۔ اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ لیکن تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم لوگوں میں کسی نے

اس پر یا تم پر فائر کیا ہوگا۔

میرے پاس اب اتنا وقت نہیں ہے۔ خاور نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

وہ خود ہی حماقتیں کر رہا ہے۔۔۔ اگر اسے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تھا تو اسے سیدھا میرے گھر آنا چاہیئے تھا۔ وہ جانتا ہے کہ میں کس قماش کا آدمی ہوں۔ اسے میری صلاحیتوں کا بھی علم ہے۔۔۔

اچھا فرض کرو۔۔۔ وہ آجاتا تمہارے پاس تو تم کیا کرتے

اسی صورت میں تمہیں قدر و عافیت معلوم ہوتی جب وہ میرے گھر میں پناہ لیتا۔۔

تم کیا کام کرتے ہو

میں بھی فوج کا ایک پنشن یافتہ آفیسر ہوں۔ خاور نے لاپروائی سے کہا۔ میں اور جعفری بہت دنوں تک ساتھ رہے ہیں۔

تب تو تم پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔ ریوالور والا خشک لہجے میں بولا۔

کیوں دفعتاً خاور غرایا۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو

میں نے لعنت یوں بھیجی کہ تم پینشن یافتہ ہوتے ہوئے بھی سرکاری کام میں روڑے اٹکا رہے ہو۔ ریوالور والے نے کہا۔

سرکاری کام۔۔۔ خاور نے چونک کر پوچھا اور اس کے چہرے پر خوب کے آثار نظر آنے لگے جو سو فیصد بناوٹی تھے۔

ریوالور والے نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے وزیٹنگ کارڈ نکال کر خاور کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ لیتے وقت خاور کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

کارڈ پر تحریر تھا۔ ایس ٹی بھٹی۔۔۔ انسپکٹر آف سی آئی ڈی

انسپکٹر صاحب۔۔ خاور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ جعفری نے اس انگریز کو قتل کیا ہوگا

ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ریوالور والے نے لاپروائی سے کہا۔ چند لمحے خاور کو گھورتا رہا اور پھر بولا۔ کیپٹن خاور۔۔۔ تم محکمے کی مدد کر سلتے ہو

انسپکٹر صاحب۔۔۔ میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکے گا

فی الحال تم جعفری کا پتہ بتا دو

آپ۔۔۔ ٹھہریئے میں بتاتا ہوں۔۔۔ خاور کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ نہیں وہاں بھی نہیں۔ ارشاد ڈرپوک آدمی ہے۔۔۔ وہ وہاں بھی نہ ہوگا او ہو۔۔ جولی

خاور دفعتاً اچھل پڑا اور ریوالور والے کی طرف شرارت آمی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ میں بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے

تو بتاؤ نا۔۔۔ ریوالور والے نے جھنجھلا کر کہا۔

دیکھیئے اب وہ جولی کے علاوہ کسی اور کے ہاں نہ مل سکے گا۔ جولی اس کی داشتہ ہے۔ ڈکسن اسٹریٹ کے گیارہویں مکان میں رہتی ہے۔

کیا تم وہاں تک ہمارے ساتھ چل سکو گے

کیوں نہیں۔۔۔ مسٹر بھٹی۔۔۔ ضرور بالضرور۔۔۔ اگر جعفری ہی اس انگریز کا قاتل ہے تو میں جعفری کو پھانسی کے تختے پر ہی دیکھنا پسند کروں گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی نفرت ہے جو دوسروں کا احترام نہ کرنا جانتے ہوں۔۔۔

اچھا تو آؤ۔۔ ریوالور والے نے ہاتھ ہلا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ تینوں کمرے سے

راہداری میں آ گئے۔ خاور سب سے پہلے باہر نکلا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک سایہ وہاں سے ہٹ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا ہو۔ لیکن اس نے اسے وہم سے زیادہ اہمیت نہ دی اور سوچنے لگا کہ اگر کوئی آدمی تھا تو اس سے اتنی پھرتیلے پن کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

بہرا حال راہداری طے کر کے زینوں کی طرف جاتے ہوئے خاور یہ سوچ رہا تھا کہ اسے جولی کے گھر پہنچ کر کیا کرنا ہوگا۔ جولیانا فٹزواٹر دراصل کیپٹن جعفری ہی کی طرح محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کی ایک رکن تھی۔

خاور نے یہ سب کچھ کر ڈالا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ ایکس ٹو اسے پسند بھی کرے گا یا نہیں ویسے اسے یقین تھا کہ اس وقت بھی ایکس ٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوگا۔ وہ گراؤنڈ ہوٹل سے باہر آ کر ایک کار کی طرف بڑھے۔

یہاں میری موٹر سائیکل موجود ہے۔ خاور بولا۔

اسے یہیں رہنے دو۔۔۔ ریوالور والا مسکرایا۔ میں تمہیں یہیں پہنچا دوں گا۔

خیر کوئی بات نہیں ہے۔

خاور اگلی سیٹ پر ریوالور والے کے برابر بیٹھ گیا۔ دوسرا آدمی پچھلی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔ ریوالور والے نے کار اسٹارٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد خاور نے کہا۔ یہ کدھر جا رہے ہو۔ ڈیکن اسٹریٹ کی طرف چلو نا

نہیں پہلے میں تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔

کیوں

تمہارے بیان کے لیئے۔۔۔

میرا وقت برباد نہ کرو۔۔۔ کیپٹن خاور نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا جتنا تمہیں بتا چکا ہوں۔

بس اتنے ہی کی ہمیں ضرورت ہے ریوالور والے نے کہا۔ ہمارا چیف باضابطہ کاروائی چاہتا ہے۔۔۔ خواہ نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے

تمہاری مرضی۔۔۔ خاور نے بے دلی سے کہا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ وہ آنیوالے لمحات کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے پھر بولنا پڑا۔

ہم ڈکسن روڈ جا رہے ہیں۔ کیا لمبا چکر لگا کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا ارداہ ہے۔۔

چپ چاپ بیٹھے رہو۔۔۔ دفعتاً پیچھے بیٹھا ہوا آدمی غرایا اور اس کے ریوالور کی نالی خاور کی گردن سے جا لگی ۔

یار کیا سچ مچ پاگل ہو گئے ہو خاور جھنجھلا کر بولا۔ میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ کہ چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں۔

جواب میں کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن ریوالور کی نال بدستور اس کی گردن سے لگی رہی۔ خاور بھی خاموش ہو گیا۔

وہ بکواس کر کے اپنی زبان نہیں تھکانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسے کیوں لے جا رہے ہیں۔

کار شہر سے باہر نکل آئی۔ بڑی بڑی عمارتیں بہت پیچھے رہ گئیں اور اب سرسبز میدان اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں کے سلسلے شروع ہو گئے۔ بلآخر کار ایک جگہ رک گئی اور کاور سے اترنے کے لیئے کہا گیا۔ ریوالور اب بھی اس کی گردن پر موجود تھا۔ خاور نے کسی حیل و حجت کے بغیر تعمیل کی۔

اب وہ ایک عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ جس کی چمنی سے خاور نے اندازہ کر لیا کہ وہ کسی قسم کی فیکٹری ہے۔ قریب پہنچنے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حقیقتاً شیشے کے برتنوں کا کارخانہ تھا۔

جیسے ہی وہ پھاٹک میں داخل ہوئے ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی سڑک سے گزر گئی اور خاور نے دل ہی دل میں ایکس ٹو کا نعرہ لگایا۔ لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور نہ ان دونوں ہی نے دیکھنے کی زحمت گوارہ کی

جولیا جو نسلاً سوئیس تھی ہمیشہ اطالوی گیت گایا کرتی تھی۔ اسے اطالوی موسیقی بہت پسند تھی۔ لیکن جب بھی اسے اپنے پراسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون ریسیو کرنا پڑتا تو اسے گھنٹوں اطالوی گیت کیا سوئیس گیت بھی یاد نہیں آتے تھے۔

محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے آٹھ ممبروں میں سے ایک وہ بھی تھی۔

اس وقت وہ ایک اطالوی گیت گنگنا رہی تھی اور اور ہاتھ سویٹر بننے میں مسروف تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے سویٹر ایک طرف رکھ دیا۔۔۔ اور اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی۔ گھنٹی برابر بجتی رہی۔

ہیلو۔۔۔ لو۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

مس جولیا۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

یس جولیا اسپیکنگ۔

میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔

یس سر۔۔ یس سر۔۔۔۔ جولیا بوکھلا گئی۔ اس کا سر ہوا میں اڑنے لگا۔

تم جعفری کے حالات سے واقف ہی ہو۔

جی ہاں۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے

تمہارے پاس جعفری کی کوئی تصویر ہے

جی ہاں ہے

اچھا تو تمہارے ڈرائینگ روم میں جو ٹیبل فریم ہے اور جس میں ایملی برونٹے کی تصویر لگی ہوئی ہے۔۔

۔ کیوں ہے نا۔۔۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا

آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ جولیا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

اچھا تو اس فریم میں ایملی برونٹے کی تصویر ہٹا کر جعفری کی تصویر لگا دو۔۔۔

بہت بہتر جناب۔۔ جولیا نے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

تمہیں حیرت ہوگی ایکسٹو نے کہا۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں دو آدمی جعفری کی تلاش میں ہیں۔ تم انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھانا۔۔ وہ جعفری کے متعلق پوچھ گچھ کریں گے تو تم کہنا کہ تم پہلی بار یہ نام سن رہی ہو۔ جب وہ تصویر کی طرف اشارہ کریں تو اس نرزح چونکنا جیسے تمہیں وہاں اس کی موجودگی کا دھیان ہی نہ رہا ہو۔ پھر خوفزدی نظر آنے لگنا۔ ظاہر ہے کہ تمہیں جعفری کے متعلق کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ شاید وہ دونوں خود کو محکمہ سراغرسانی کے آفیسر ظاہر کریں لہزا تم انہیں وہ مقام بتا دینا جہاں جعفری چھپا ہوا ہے۔

مجھے اس کا علم نہیں ہے جناب جولیا نے جواب دیا۔

اوہ تم ان دونوں کو دانش منزل لے جانا۔ عمارت خالی ہے۔

میں نے سارے انتظامات مکمل کروا دیئے ہیں۔ بس تم انہیں یہ کہہ کر وہاں لے جانا کہ جعفری وہیں چھپا ہوا ہے۔

بقیہ معاملات کو میں دیکھ لوں گا۔

بہت بہتر جناب۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔

مجھت مہاری زہانت پر فخر ہے۔ ۔ ایکسٹو نے کہا اور جولیا خوشی سے پھول گئی۔ دوسری طف سے سلسلہ

منقطع کع دیا گیا۔

کیپٹن خاور کو زبردستی ایک کمرے میں دھکیل دیا گیا۔ اس وقت کارخانے کی مشینیں بند تھیں ار وہاں سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہاں ان چار آدمیوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہ ہو۔ وہ دونوں جو خاور کو یہاں تک لائے تھے جا چکے تھے۔ ان کی جگہ دوسرے تین آدمیوں نے لے لی تھی۔ لیکن ان تینوں کے چہرے نقابوں میں پوشیدہ تھے۔

مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر۔۔۔ خاور نے احتجاجاً کہا۔

اسے بھی وہی سمجھو۔۔۔ ایک نقاب پوش بولا۔ ہاں اب بتاؤ کہ والٹن نے جعفری سے کیا گفتگو کی تھی

کیا میں ان دونوں کے پاس موجود تھا خاور نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نقاب پوش بولا۔ جعفری نے تم سے اس کا تزکرہ ضرور کیا ہوگا۔

خاور اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ لیکن اس کا ریوالور تو پہلے ہی چھین لیا گیا تھا۔ ویسے وہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بھی لڑمرنے کے لیئے تیار تھا۔

وہ تینوں بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر خاور پر قابو پانا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے دو چار ہاتھوں میں ان کے مزاج درست کردیئے۔ لیکن آخر کار اس کا ستارہ گردش میں آ ہی گیا۔ جب وہ پینترے بدل بدل کر ان پر گھونسے برسا رہا تھا۔ ایک نے زمین پر گر کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور وہ منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ اور پھر خاور کو ہوش نہیں کہ ہو کیسے اور کتنی دیر میں بے ہوش ہوا۔

مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی کمرے میں نہیں ہے۔ سر پر کھلا آسمان تھا اور چاروں طرف قد آدمی جھاڑیاں لہرا رہی تھیں۔ جنگل بسیرا لینے والے پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ دھوپ میں سرخی سی پیدا ہو چکی تھی اور خاور کا جسم سردی سے کانپ رہا تھا۔

اس کے بدن پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو دسمبر کی ایک سرد ترین شام کا مقابلہ کرسکتے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ یہاں کیسے پہنچا جالانکہ ابھی اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ لیکن وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

ایسے حالات میں جسم کے درد یا سر کے چکروں کی طرف دھیان دینا تو بڑی فطری بات ہوتی ہے۔

اچانک جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور اسے جھاڑیوں کے اوپر کسی کا سر دکھائی دیا ار پھر دوسرے ہی لمحے وہ آدمی اس کے سامنے تھا۔

اوہ۔۔۔ تنویر۔۔۔ خاور کے منہ سے بیساختہ نکلا۔ تم کہاں۔۔

تمہاری موٹر سائیکل باہر موجود ہے۔ تنویر بولا۔ ایکسٹو کی ہدایت پر میں اسے گراؤنڈ ہوٹل سے یہاں پر لایا تھا۔ اسی نے مجھے یہ بھی بتایا کہ تم ان جھاڑیوں میں بیہوش پڑے ہو۔

فون پر گفتگو ہوئی خاور نے پوچھا۔

ظاہر ہے۔۔۔ تنویر نے کہا۔

اس نے تمہیں اور کچھ نہیں بتایا

نہیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا تھا۔

تم یہاں کتنی دیر سے ہو خاور نے پوچھا۔

یقریباً آدھت گھنٹے سے۔۔۔ میں نے تمہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا۔ می پانی کی تلاش میں گیا تھا۔ مگر یہاں کوئی تالاب بھی نہیں ہے۔ نہر ہے لیکن آج کل خشک پڑی ہے۔

میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں یہاں کیسے پہنچا خاور بڑبڑایا۔

مگر بات کیا تھی تنویر نے پوچھا۔

وہی جعفری والا قصہ۔ خاور بولا۔

لیکن وہ قصہ کیا ہے

میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں خاور نے کہا۔ جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ مجھے معلومات نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس معاملے میں میرے رول سے تم بےخبر ہو

خاور نے وہ سب کچھ دہرایا جو اس پر اب تک گزرا تھا۔

اوہ۔ تنویر نے ایک لمبی سانس لی۔ تب تو تمہیں یہاں پہنچانے والا ایکسٹو ہی ہوگا۔

تنویر تم نے کبھی خواب میں بھی ایسا آفیسر دیکھا ہے

خدا کی قسم۔۔۔ دنیا کے پردے میں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ آفیسر کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ میز کے پیچھے بیٹھا حکم چلایا کرے۔

مگر وہ سامنے کیوں نہیں آتا

یہ بڑا اچھا ہے کہ ہم اس کی شخصیت سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ہم اتنے پھتیلے پن کے ساتھ کام نہ کرسکتے۔ یہ بہت اچھا ہے خاور۔۔۔

وہ دونوں جھاڑیوں سے نکل کر سڑک پر آئے۔ وہاں خاور کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔

اب کیا رائے ہے خاور نے پوچھا گلاس فیکٹری کی طرف سے واپس چلیں

نہیں تنویر سر ہلا کر بولا۔ اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے

بیٹھو۔۔۔ خاور کراہ کر مردہ سی آواز میں بولا۔ ورنہ میں اس طرح تو واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ آئندہ کے لیئے بھی کوئی ہدایت

نہیں کچھ بھی نہیں تنویر بولا۔

جنگل کے سناٹے میں موٹر سائیکل کی کرخت آواز تموج پیدا کرنے لگی۔

* * *

جولیا واٹران دو آدمیوں کے ساتھ دانش منزل میں داخل ہوئی۔ اس نے ابھی تک سب کچھ ایکسٹو کی مرضی کے مطابق ہی کیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی کہ ابھی تک ایکسٹو کی پیشن گوئیاں حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی تھیں۔ جولیا نے بھی اداکاری کی حد کردی ہوگی۔ ورنہ وہ دونوں اس کے ساتھ دانش منزل تک کیوں آتے۔

جولیا نے اپنی زندگی میں پہلی بار دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ ویسے وہ جانتی ضرور تھی کہ وہ عمارت محکمے کے کاموں کے لیے وقف ہے۔

جیسے ہی وہ پورچ میں داخل ہوئے اندر سے ایک بیرا باہر آیا۔ جس کی وردی بڑی شفاف تھی۔ پتہ نہیں وہ کون تھا، جولیا نے اسے پہلے پہل دیکھا تھا۔ البتہ وہ صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہو رہا تھا۔

کیپٹن جعفری سے کہہ دو کہ جولیا ہے جولیا آگے بڑھ کر بولی۔ بیرا خاموش پلکیں جھپکاتا رہا۔

کیا تم بہرے ہو جولیا نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بیرے نے احمقوں کی طرح اپنے کان جھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں مردوں سے پوچھنے لگا۔ آپ حضرات کیا چاہتے ہیں

یہ میرے ساتھ ہیں تم فضول بکواس کیوں کر رہے ہو جولیا بولی۔

اگر یہ آپ کے ساتھ ہیں تب صاحب آپ سے بھی مل سکتے ہیں اور نہیں بھی مل سکتے۔ بیرا بولا۔

کیا بک رہے ہو

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میم صاحب۔۔۔ صاحب کا حکم ہے کہ مردوں سے کہہ دو کہ صاحب نہیں ہیں عورتوں

کو آنے دو۔

پھر اچانک وہ اپنا منہ دبا دبا کر اس طرح گال پر تھپڑ مارنے لگا جیسے یہ بات بیخیالی میں اس کے منہ سے نکل گئی اور اب اسے نا صرف اس پر افسوس ہو بلکہ اپنی حماقت پر غصہ بھی آ رہا ہو۔

دونوں مرد ہنسنے لگے۔۔۔ اور جولیا اسے ایک طرف دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ دونوں مرد بھی آگے بڑھے مگر بیرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

نہیں جناب آپ یہیں انتظار کریں۔

الگ ہٹو۔۔

دونوں نے دونوں طرف سے اسے گھونسے رسید کیئے اور وہ خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

اسے یہیں روک کے رکھیئے جولیا نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا اور اندر چلی گئی۔ وہ اس احمق بہرے کو ڈرائینگ روم میں کھینچ لائے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ تم دروازے بند کر سو۔۔۔

بہرا چپ چاپ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دوسری طرف جولیا بڑی تیزی سے اندر پہنچی اور عمارت کے عقبی دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر گہری تاریکی تھی۔۔ اور کمپاؤنڈ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

اس وقت اسے اندھیرے میں چاروں طرف ایکسٹو کا جلوہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نہ ایکسٹو کا دیدار ہی کر لیا جائے۔ پھر وہ اس احمق بیرے کے متعلق سوچنے لگی۔ بڑا خوبصورت اور پیارا سا جوان تھا۔ یقیناً وہ بیرا نہ رہا ہوگا۔ حالانکہ اس کے چہرے پر حماقت برس رہی تھی مگر پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ ایسا آدمی جو بیرا بننا کبھی پسند نہیں کر سکتا۔

آیا وہی ایکسٹو تھا۔ مگر یہ خیال جولیا کو فضول معلوم ہوا۔ وہ ایکسٹو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذہن میں ایکسٹو

کا تصور بڑا بھیانک تھا۔ وہ سوچنے لگی اس وقت ایکسٹو یقینی طور پر یہاں موجود ہے۔ وہ عمارت کی پشت سے پھر بائیں باغ میں آ گئی۔ پورچ کی روشنی گل ہو چکی تھی اور اب کوئی کھڑکی بھی روشن نظر نہیں آ رہی تھی۔

جولیا کرانا کی باڑ کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کا فاصلہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور وہ پورچ والی روشنی کے قریب تھی۔

اچانک اسے دو چیخیں سنائی دیں اور سو فیصدی انہی دونوں کی تھیں جو اس کے ساتھ یہاں تک آئے تھے۔

پھر اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے چیخنے والوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو۔

سردی بہت شدید تھی۔ جولیا کے دانت بج رہے تھے، لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لیئے ہوں۔ اسی حالت میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ پھر شاید کوئی دروازی کڑ کڑا کر کھلا اور کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے دو آدمی آپس میں جوتم بیزار کر رہے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو گالیاں بھی دے رہے تھے۔

پورچ سے نکل کر وہ روش پر آ گئے۔۔ یہاں تک تو وہ الگ الگ آئے تھے لیکن اچانک ان میں سے ایک نے پھر دوسرے کو گالی دی۔۔۔ اور پھر وہ لپٹ پڑے۔ دونوں میں زور ہونے لگا۔ ان کی باتیں بیسرو پا تھیں۔ گالیاں بیتکی۔ جو کچھ بھی منہ میں آ رہا تھا بک رہے تھے۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یا تو نشے میں ہوں یا پھر پاگل ہو گئے ہوں۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہان کی شکلیں تو نہ دیکھ سکی۔ لیکن انہیں پہچان لینے میں دشواری پیش نہ آئی کیونکہ وہ اپنی آوازوں سے پہچانے جا سکتے تھے۔ یہ وہی دونوں تھے ان میں سے ایک خود کو چھڑا کر پھاٹک کی طرف بھاگا۔۔ اور دوسرا قہقہے لگاتا تالیاں بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

جولیا کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اتنی تیزی سے کہ جولیا ڈرنے لگی کہ کہیں ہارٹ فیل نہ ہو جائے

۔

وہ دونوں پھاٹک سے نکل کر سڑک پر غائب ہو چکے تھے۔ جولیا خائف ہو گئی تھی کہ ایکسٹو کے دیکھنے کا شوق ذہنی بھنور میں ڈوب گیا۔

وہ بھی بیتحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کے باہر آ گئی۔ سڑک پر پہنچ کر وہ کافی دور تک پیدل ہی چلتی رہی۔

دراصل اسے یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ یہاں سے اس قیام گاہ بہت ہی دور ہے۔ سڑک پر ایک جگہ اسے اتنا مجمع نظر آیا کہ ٹریفک قریب قریب رک گئی تھی۔ شوروغل کی آوازیں فضاء میں انتشار پیدا کر رہی تھیں۔

جولیا ابھی اس بھیڑ سے دور ہی تھی کہ یکا یک مجمع پھٹا اور تین چار کانسٹیبلوں کی سرخ ٹوپیاں دکھائی دیں۔ وہ آدمیوں کو دھکے دے کر آگے بڑھا رہے تھے۔

یہ دونوں آدمی۔۔ جولیا نے انہیں پہچان لیا۔ یہ وہی تھے جنہیں وہ دانش منزل میں پراسرار ایکسٹو کے حوالے کر آئی تھی۔ ان کے لباس تار تار ہو کر جسموں سے جھول رہے تھے اور چہروں پر خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ آنکھوں سے قحشت برس رہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ لوگ گونگے بہرے اور اندھے ہوں
۔

ہپ۔۔۔ہپ۔۔۔پپ۔۔۔۔پپ۔۔۔پی ایک نے ہانک لگائی اور دوسرا کتے کی طرح بھونکنے لگا ۔ دونوں کی گردنیں دبوچ کر انہیں دھکا دیا گیا۔ دو کانسٹیبلوں نے پیچھے مڑ کر اپنے ڈنڈے گھمائے اور ان میں سے ایک چیخا پیچھے۔۔ ہٹو۔۔ جاؤ۔ کوئی پیچھے نہیں آئے گا

لیکن اس کے باوجود بھی مجمع کانسٹیبلوں کے پیچھے چلتا رہا۔ سب سے آگے وہ دونوں دھکے کھا رہے تھے۔

جالیا اس وقت تک وہیں کھڑی رہی جب تک مجمع دوسرے موڑ پر نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ جولیا کے پیر بری طرح کانپ رہے تھے اور وہ محسوس کر رہی تھی جیسے وہ ایک قدم بھی آگے نہ چل سکے گی۔ اب یہاں

روشنی میں بھی اسے چاروں طرف ایکسٹو کے بھوت نظر آنے لگے۔

اس نے ایک ٹیکسی رکوالی اور سیٹ پر ایک لاش کی طرح ڈھیر ہو گئی۔

* * *

وہاں سے وہ سیدھی خاور کے مکان پر پہنچی۔ اسے خاور کو پیش آئے ہوئے حادثات کا علم نہیں تھا۔ اور اس کے طرف رخ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ خاور اپنا زیادہ تر وقت گھر ہی پر گزارتا تھا۔ دوسروں کے متعلق یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ لوگ اپنی قیام گاہوں پر ہی مل جائیں گے۔۔۔

خاور نے جولیا کو حیرت سے دیکھا۔ کیونکہ اس نے آج تک اسے اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بال پریشان تھے۔ غازہ اڑا اڑا سا تھا۔۔ لپ اسٹک ہونٹوں کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔ شاید اس نے بیخیالی میں اپنے ہونٹ مسلے تھے۔

خیریت۔۔۔ خاور اٹھتا ہوا بولا۔

ہاں۔۔۔ آں۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔ سب سے پہلے مجھے پانی چاہیئے۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے

پانی آیا اور وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس چڑھا گئی۔ حلانکہ وہ دسمبر کے اواخر کا پانی تھا۔ برفاب۔

پھر وہ تقریباً دس منٹ تک آنکھیں بند کیئے آرام کرسی پر پڑی رہی۔ دفعتاً خاور نے کہا۔

مجھے الجھن ہو رہی ہے۔۔ بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا تم آئینہ دیکھنا پسند کرو گی۔۔

آہا۔ ضرور۔۔۔ؤ جولیا نے پرس سے چھوٹا سا آئینہ نکالا اور پھر بیتحاشا ہنسنے لگی۔

نہیں بتاؤ گی تم خاور نے پھر کہا۔

پہلے تم بتاؤ کہ چہرے پر ورم کیوں ہے جولیا نے پوچھا۔

میں نے مار کھائی تھی۔ خاور جھنجھلا کر بولا۔

اور میں نے مار کھلوائی تھی۔ جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

میں اب نہیں پوچھوں گا۔ خاور نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

جولیا کچھ دیر تک اس کے کارٹونی چہرے کا مضحکہ اڑاتی رہی۔ پھر اپنی داستان دہرانے لگی۔ خاور اسے غور سے سن رہا تھا۔

میرے خدا۔۔۔ اس نے لمبی سانس لے کر کہا۔ ایکسٹو نے میرا انتقام لے لیا۔

کیوں۔۔۔ تمہارا انتقام میں نہیں سمجھی

اپنی دستان ایسی نہیں ہے جسی ہنس ہنس کر بیان کیا جائے خاور نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

اور اپنی پیشانی ٹٹولنے لگا جو ورم کی وجہ سے کئی ناہموار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اسے بھی پھر اپنی داستان دہرانی ہی پڑی۔

مگر تم جھاڑیوں میں کیسے پہنچے تھے جولیا نے پوچھا۔

ایکس ٹو کا معجزہ۔۔۔ اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔ اس نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا۔ وہ تین آدمی تو فرار ہی ہو گئے تھے۔ تنویر کو پوری فیکٹری میں ہی ملا تھا اور وہ بھی بیہوشی کے عالم میں میری موٹر سائیکل وہیں بجھوادی تھی۔ جسے مُن گانڈ ہوٹل مُں چھوڑ آیا تھا۔ مگر تمھارا معاملہ سمجھ نہیں آتا۔

مجھے خود بھی حیرت ہے۔ آ کر وہ دونوں آپس مُں کیوں لڑ مرے تھے۔ میں سچ کہتی ہوں۔ بالکل ایسا معاملہ ہو رہا تھا جیسے انہیں اپنے سر پیر کی ہوش نہ ہو۔

تب تو حقیقتاً یہ کہنا ہی پڑے گا کہ ایکس ٹو کوئی آدمی نہیں بھوت ہے۔ مگر تم تھوڑی سی ہمت کر کے اسے آج دیکھ سکتی ہو۔

نہیں میرا خیال ہے کہ میری جگہ جو بھی ہوتا ہمت ہار جاتا۔ جولیا نے بڑی خداعتمادی سے کہا۔

خیر۔۔۔ ہاں۔۔۔ خاور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے فون اٹھا لیا۔

ہیلو۔۔۔ اوہ۔۔۔ آپ ہیں۔ جی ہاں۔۔۔ مس جولیا یہیں ہیں۔۔۔ خدا کی قسم۔۔۔ آپ ہمیں ہرقوت حیرت میں ڈالے رہتے ہیں۔

خاور نے خاموچ ہو کر ریسیور جولیا کو دے دیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ دوسری طرف سے بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔

یس سر۔۔۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

کہو کیسی ہو۔۔۔ دوسری طرف سے ایک ہلکے سے قہقے کے ساتھ پوچھا گیا۔

ٹھیک ہوں۔۔۔ جناب۔۔۔

تم شاید ڈر گئی ہو۔

جولیا جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔ جی ہاں حالات ہی ایسے تھے۔ ان دونوں کو نا جانے کیا ہو گیا تھا۔

اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ایکس ٹو نے ان کے خلاف سائیٹنگ جنگ شروع کر دی تھی۔ یہ ایکس ٹ کی تازہ ترین ایجاد پاگل کر دینے والے انجیکشن کا اثر تھا۔ وہ دو ماہ سے پہلے زایل نہیں ہو سکتا ہے یعنی سردی کے موسم میں پاگل ہی رہیں گے۔

گرمی شروع ہونے پر حالت سدھر جائے گی۔ تم پوچھو گی میں نے ایسا کیوں کیا وہ بھی بتائے دے رہا ہوں تا کہ تم لوگ محتاط رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ معاملات تم سے پہلے پولیس کے علم میں آئیں اس سے کھیل بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ مجھے جو کچھ بھی معلوم کرنا تھا ان لوگوں سے معلوم کر کے انہیں خلل دماغی مُں مبتلا کر دیا تا کہ وہ کسی کو بتا نہ سکیں۔ اس کے علاوہ دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ انہیں پولیس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ میں بھی انہیں چاہتا گا لبًا اب سمجھ گئی ہو گی۔

جی ہاں سمجھ گئی

بس اب آرام کرو۔۔۔۔ ایکس ٹو نے سلسلہ منطقع کر دیا۔

لیکن جولیا کافی دیر تک فون کان سے ہی لگائے رہی۔ اس کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ نکل رہا تھا۔ ایکس ٹو وہ سوچ رہی تھی کہ کتنا خطرناک آدمی ہے۔

(0)

دسمبر کی آکری تاریخوں کی سرد رات تھی۔ تاروں کا غبار بیکراں نیلگوں وسعتوں میں بکھرا ہوا تھا۔ دفعتاً مغربی افق سے سرخ رنگ کے چمکدار بادلوں کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ وہ بڑی تیزی سے پرواز کر رہا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا حجم بھی تم ہو رہا تھا۔ شہر کے وسط میں پہنچتے پہنچتے وہ صرف ایک ننھا سا نقطہ رہ گیا تھا۔۔ ۔۔ درخ اور چمکدار نقطہ جس سے شعائیں نکلتی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ فضا مُن ایک جگہ تھم گیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ستارہ دہکتے انگارے مُن تبدیل ہو گیا ہو۔ پھر اچانک وہ بڑی تیزی سی حرکت کرنے لگا۔۔ ۔۔ اس بار کی حرکتیں درخ رنگ کی چمکدار لکیروں میں تبدیل ہوئی جارہی تھیں مگر۔۔۔۔ وہ لکیریں لوگ چلتے چلتے رک گیئے۔ ہر جگہ آدمیوں کے غمگفیر نظر آنے لگے۔ ٹریفک بند ہو گئی۔ وہ لکیریں نہیں تھیں۔ ۔۔ بلکہ ایک تحریر تھی۔

وکٹوریا اسٹریٹ کے لوگو۔۔۔۔ تم ہرتباہی آ رہی ہے۔ صرف ایک گھنٹے بعد تمھارا قیامت سے سامنا ہو گا۔ بھاگو۔۔۔۔

طمکدار نقطہ اس تحریر سے بالکل الگ تھا اور ایک جگہ پر جم سا گیا تھا۔ شہر مین بھگڈر مچ گئی۔ ملٹری ہیڈکواٹر کی سرچ لائیٹیں اندھیرے کا سینہ چیرنے لگیں۔ رہشنی کی بے شمار آری توطھی لکیریں زمین سے آسمان تک نظر آنے لگیں۔

مختلف اسٹیشنوں کے ٹرانمیٹر چیخ رہے تھے۔

کچھ پتا نہیں چلتا۔۔۔۔۔ وہ بہت بلندی پر ہے۔ سرچ لائیٹ کی دسترس سے بہت دور۔۔۔

تقریباً ایک درجن جیٹ طیارے شہر پر چنگھارنے لگے۔ آسمان پر سرخ تحریر آہستہ آہستہ اپنی حجم بڑھا رہی تھی۔ لیکن وہ چمکدار نقطہ غائیب ہو گیا تھا۔ سرچ لائیٹ کے آرے ترچھے منارے اب بھی زمین و آسمان ایک کر رہے تھے۔ طیارے گرج رہے تھے۔ ٹرانس میٹروں پر پل پل کی خبریں شائع ہو رہیں تھیں۔

لیکن سب بےسود۔۔۔۔ اس تحریر کا عقد نہ کھل سکا۔ اب وہ تحریر نہیں رہ گئی تھی۔ اس کا حجم بڑھتے بڑھتے سرخ رنگ کے بادلوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔

زرا سی دیر مُن سڑکیں ویران ہوں گئیں۔ وکٹوریا اسٹریٹ کی تو حالت ہی اور تھی لوگ بے تحاشہ شہر سے نکل کر دوسرے شہروں میں جا رہے تھے کچھ ایسے بھی تھے جنہیں ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ مگر یہ بڑے لوگوں میں رہنے والے سایہ عاطف لوگ تھے۔

وکٹوریا مُن زیادہ تر برے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک آباد تھے۔ اس طبقے کے لوگ عموماً ضعیف الا عتقاد ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو دوسروں کی چھینکیں اور ڈکاریں مستقبل سے مایوس کر دیتی ہیں۔ ان کی بسو اسی کا کیا پوچھنا۔ جو زرہ زرہ سی بات پر شگونا ور ساعتکے چک میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ کھلا ہوا آسمان قیامت ہی کی دلیل تھی۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہی سرخ نقطہ آسمان پر دکھائی دیا۔ ابھی وکٹوریہ اسٹریٹ مُس افراتفری مچی ہوئی تھی وہ نقطہ وکٹوریہ اسٹریٹ مُن مسالط ہو گیا تھا پھر ایسا معلوم ہوا کہ اس مُن سے ایک اور نقطہ نکل کر نیچے کی طرف آ رہا ہو۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اس پر نظر کا ٹھرنا محال ہو رہا تھا۔ لیکن اب وہ ایک ننھا سا نقچہ نہیں رہ گیا تھا بلکہ ایک بڑا سا غبارا معلوم ہونے لگا تھا۔

اچانک وہ ایک چار منزلہ عمارت کی چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا وہ عمارت کثیف دھویں میں چھپ گئی۔ پھر یہ دھواں پھیلنے لگا۔ بھلا ؤ کہ ساتھ ہی ساتھ اس مُن کثافت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اتنا گہرا ہو گیا تھا کہ اس کی پلیٹ مین آئے ہوئے دو آدمی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ خواہ ان کا درمیانی اصلی ایک گز سے کم رہا ہو۔

لوگ چھد کی مکھیوں کی طرح اپئے نے قیام گاہوں سے نکل کر ادھر ادھر میئتشر ہونے لگے تھے۔ شور کا یہ عالم تھا کہ سچ مچ صور اسرافیل پھرک دی ہو۔ بہر حال وہ ویامت ہی کا منظر تھا۔ نا جانے کتنے دم گھٹ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئیے۔ دو لاشیں وکٹوریہ اسٹریٹ سے حاصل ہوئیں۔ یہ خبر دوسرے دن کے اخبارات مُن نظر ائیں۔ یہی نہیں بلکہ پانچ لاکھ کروڑوں کے جواہرات بھی غایٔب ہو گئے تھے۔

شہر کے صرف ایک حصے پر یہ قیامت نازل ہوئی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورا شہر ویران ہو جائے گا۔ لوگ بڑی طرح بھاگ رہے تھے اندیشہ ہو رہا تھا کہ یہ لوگ مضافات کی آبادی کے لئے یہ لوگ قیامت بن جائیں گے۔

شہر ملٹری کی نگرانی میں دے دیا گیا تھا۔۔۔۔ اور چاروں طرف فوجی دستے گشت کر رہے تھےجب فوجیوں نے دیکھا کہ لوگ کس طرح رک نہیں رہے تو انہیوں نے تشدد شروع کر دیا۔ شہو کے بغل حصوں میں انہیں فایٔر بھی کرنے پڑے۔ اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلا۔ لوگ گھروں مُن بند ہو کر بیٹھ گئیے۔ لیکن ان کی زبانیں بڑی تیز رفتار سے چلتی رہیں۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر حکومت کو گالیاں دے رہے تھے۔ ایسے لوگوں مُں نہ صرف شیخ نتھو یا میر چمن ہی نہیں تھے بللکہ پروفیسر عام اور ڈاکٹر عام لوگوں پر اگئے تھے۔ اس وقت نہ انہیں بین الاقوامیتسو جھ رہی تھیا ورنہ وہ ہوڑل یاد آ رہے تھے جہاں پر وہ لوگ چائے کے ساتھ ہی ساتھ طھٹ بھیوں کو سوسائٹی کے نظم وضبط کے متعلق الیکچر بھی سنایا کرتے تھے۔

حالات کو عتدال پر آنے مین تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا۔ اس کے بعد شہر میں پھر سکون ہو گیا۔ لیکن ملٹری کا ہیڈ کواٹر اور محکمہ سراغ رسانی بدستور انتشار میں مبتلا تھا۔ یہ دونوں ہی اسے اسمانی بلا سمجھنے پر تیار نہ تھے۔

کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹ عروج پر تھی۔۔۔۔ پریشانی کی بات تھی۔ محکمہ سراغ رسانی ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ڈھکی چھپی سازشوں کو بے نقاب کرتا رہے بلکہ سازشوں کو اس بات کا موقع یہ نہ دیکہ وہ اپنی صلاحتوں کو بروئے کار لا سکے۔ فیاض پر حکام بالا کی اتنی بوچھاڑیں پڑی تھیں کہ اس کی عقل ٹھکانے آ گئی تھی۔

عقل ٹھکانے آنے کا یہ مطلب تھا کہ اب اسے ایک بے عقل کو تلاش کرنا چاہیئے۔ لہزا اسے شہر کے سب سے بڑے بے عقل کو تلاش کرنے کی فکر لاحق ہوئی۔ وہ تو ویسے بھی اسے کئی دنوں سے تلاش کر رہا تھا۔ مگر جب ادھر حکام بالا کی جھڑکیاں حد سے تجاوز کر لگیں تو اسے ہر قیمت پر اسے ڈھونڈ نکالنا تھا۔ اس نے تقریباً ڈیڑھ درجن سادہ لباس والوں کو عمران کا سراغ لگانے پر مامور کر دیا۔

آ کر ایک دن اسے اطلاع ملی کہ عمران دلیری کہ ایک شراب خانے مُں بیٹھا ہوا ہیشر ابیوں کو اخلاقیات کا درس دے رہا ہے۔

فیاض جھپٹا ہوا وہاں پہنچا اور اس وقت پہنچا جب عمران اور دلیری میں ٹھن گئی تھی۔ دلیری ایک عیسائی عورت تھی عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ رنگ سیاہ تھا جسم بھاری بھرکم تھا۔ پاٹ دار اواز رکھی تھی۔ یہ شراب خانہ اسی کا تھا اور کاؤنٹر پر وہ خود ہی رہا کرتی تھی۔۔۔ اس کی وجہ اس کی کنجوسی بیان کی جاتی تھی۔ مشہور تھا کہ وہ شراب خانے کی آمدنی سے اپنے اوپر اتنا ہی خرچ کرتی ہے جتنی ایک بارمین کی تنخواہ ہوتی ہے۔

فیاض کو حیرت تھی کہ عمران اس سے کیوں الجھ پڑا ہے۔ وہ چپ چاپ الگ گوشے مُن جا بیٹھا۔ عمران بالکل عورتوں کی طرح اس سے ہاتھ نچا نچا کر تو تو میں میں کر رہا تھا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بے

تحاشا ہنس رہے تھیحتی کہ ویٹر بھی اپنا کام چھوڑ کر ایک گوشے مُں کھڑا قہقہ لگا رہا تھا۔

اس لڑائی کا سر پیر فیاض کی سمجھ مُں نہ آسکا۔ البتہ دلیری بار بار پولیس کو بلا لینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

فیاج نے سوچا کہ کام نہ چلے گا پتہ نہیں یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ لہزا وہ اٹھ کر سیدھا ہو کر کی طرف چل دیا۔ عمران نے اسے دیکھ لیا لیکن اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے اسے پہچانتا ہی نہ ہو۔

کیا بات ہے۔۔۔ فیاض نے دلیری سے پوچھا۔

کای بات ہے۔ دلیری دھاڑی۔ یہ سالا ہمارے گاہک کو خراب کرتا ہے۔

کیا خراب کرتا ہے۔

بولتا ہیا دھو شراب میں پانی ملایا جاتا ہے۔

نہیں ملایا جاتا۔۔۔ عمران دانت پیس کر بولا۔

تیرے باپ سے مطلب۔۔۔۔ دلیری کلکلائی۔

میرے دادا سے بھی مطلب ہے۔ عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

تم بھولے بھالے آدمیوں کو دھوکا دیتی ہو۔

پولیس۔۔۔۔ پولیس۔۔۔۔ دلیری اپنا سر پیٹ کر چیخی۔

باہر سے بھی کئی آدمی اندر آ گئے تھے۔ عمران بار بار فیاض کو گھورے جا رہا تھا۔ غالبًا اس کا یہ مطلب تھا کہ فیاض وہاں سے چلا جائے۔ لیکن فیاج اسے ساتھ لئے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔ اچانک عمران بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔

فیاض نے دلیری سے کہا۔ میں اسے سمجھاوں گا۔

اور پھر وہ عمران کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عمران ایک گلی مین مڑ گیا۔ مگر فیاج کب پیچھا چھوڑنے والا تھا۔ وہ

بھی گلی مُن گھس گیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد عمران پلٹا۔ وہ خون خوار نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیوں کیا ہے۔۔۔ تم ہیاں کیوں ائے تھے

تم سے ملنے کے لئے پیارے۔ فیاض آگے بڑھ کر اس کے بازو پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

کیوں۔۔۔۔۔

کای اب بھی بتانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اب تمھاری مدد کے بغیر میرا بیڑا غرق ہو جائے گا۔

اچانک عمران کی پیشانی کی سلوٹیں غایٔب ہوں گییٔں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

میں خود ہی سوش رہا تھا کہ تم سے ملوں۔۔۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

کوئی خاس بات۔ فیاض چہک کر بولا۔ اگر میرے لایٔق کوئی کام ہو تو ضرور بتاؤ۔

آؤ اطمینان سے باتیں ہوں گیں۔ عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دوسری طرف مڑ کر اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے اپنے گھر کا پتا بتایا راستے بھر وہ خاموش رہا۔ فیاض سوچتا رہا کہ ضرور عمران کسی چکر میں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے ہی اس معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا چکا ہو۔ فلیٹ میں پہنچ کر عمران نے بڑے احتاط سے دروازہ بند کیا۔

ہاں اب کہو۔۔۔ وہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

فیاض بیٹھ گیا۔۔۔ اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا ک۔ کیا تمھین حالات کا علم نہیں ہے۔

آسمانی تحریر۔۔۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

؛ظاہر ہے اس سے بڑا واقع ان دنوں اور کوئی نہیں ہوا تھا۔۔۔

تمھارا کیا خیال ہے۔

میرا خیال ہے۔۔۔فیاک ایک طویل سانس لے کر بولا۔ میرا کیال ہے کہ اس شبدے کا سہارا لے کر کسی گروہ نے وکٹوریا میں لوٹ مار کی ہے۔

تم اس تحریر کو شعبدہ کہتے ہو۔

پھر اور کا ی سمجھوں۔۔۔

شعبدہ نام ہے ہاتھ کی صفائی کا۔۔۔غالباں اتانا تو تم بھی جانتے ہوگے۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا

امیں جانتا ہون۔۔۔

کیا وہ ہاتھ کی صفائی تھی۔ میرا مطلب ہے وہ تحریر۔۔۔اور وہ حرکت ہوا سرخ ستارہ جس کی محسوس قسم کی جنبشوں کے ذریعہ وہ تحریر عالم وجود میں آئی تھی۔ مگر خیر اسے چھوڑو۔۔۔۔تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔۔

۔۔

مدد۔۔۔میری مدد کرو۔۔۔محکمے کی سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ اس کا اثر تمہارے والد کی نیک نامی پر بھی پڑ سکتا ہے۔۔۔۔

ان کیبد نامی کے لئے میں ہی کیا کم ہوں۔۔۔عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

اس تحریر کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے۔

عذاب الٰہی۔۔۔عمران ے سنجیدگی سے کہا۔ قرب قیامت کی ایک نشانی۔۔۔۔جب لوگ اپنی بیویوں کو آزاد کر کے دوسروں کی بیویوں پر ڈورے ڈالنے لگتے ہیں تو یہی سب کچھ ہونا ہے۔ کیا تم آج کل لیفٹیننٹ یاور کی بیوی کے چکر میں نہیں ہو۔۔۔۔۔

عمران سنجیدگی۔۔۔مذاق پھر ہوتا رہے گا۔۔۔۔

میں بالکل سنجیدہ ہوں۔۔۔مگر اسے بھی چھوڑو۔۔۔تم چاہتے ہو کہ اس تحریر کے متعلق کچھ معلوم کرو۔۔

۔۔

فیاض صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

معلوم ہو جائے گا۔۔۔لیکن تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔۔

بتاؤ بھی تو۔۔۔فیاض نے آہستہ سے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کا دل تو یہی کہہ رہا تھا کہ عمران کو مرغا بنا کر کم از کم ایک من کا وزن اس پر رکھ دے۔

مجھے ایک آدمی کی قبر کھودنے کا اجازت نامہ لا دو۔۔۔۔

کیا مطلبیار کیوں بور کرتے ہو۔ آج کل میں کسی مذاق سے محظوظ ہونے کی صلاحیت بھی کھع بیٹھا ہوں۔

۔۔۔

میں مذاق نہیں کر رہا۔۔۔قطعی سنجیدہ ہوں۔۔۔۔

کس کی قبر کھودنا چاہتے ہوں۔۔۔

ڈاکٹر اسٹیپلر کی۔۔۔۔

کون ڈاکٹر اسٹیپلر۔۔۔۔

یونیورسٹی کی شعبہ سائنس کا صدر جو دو ماہ گزرے قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے مر گیا تھا۔

تو اس کی قبر۔۔۔فیاض پلکیں جھپکانے لگا۔

ہاں وہ قبر میں ہی دفن کیا گیا تھا۔ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔

مجھے بتاؤ کہ تم اس کی قبر کیوں کھودنا چاہتے ہو۔

اس کی لاش پر ماتم کروں گا۔

عمران تم پھر بہکنے لگے۔

یار فیاض میرا وقت برباد مت کرو۔۔۔ یہ کام کر سکتے ہو تو کر دو۔۔۔ ورنہ قبر تو کھودی ہی جائے گی۔۔ ۔۔۔ اجازت نہ ملی تب بھی۔

کیا بک رہے ہو تم۔۔۔ جانتے ہو اس کی کیا سزا ہو گی۔

عمران کو سزا دینے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اگر کبھی پیدا بھی ہوا تو اسے یتیم خانے میں داخل کر کے اس کا کیریئر چوپٹ کر دیا جائے گا۔ تم مطئین رہو۔

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔ اجازت نامہ آسانی سے تو نہیں ملے گا۔ ہمیں اس کے لئے کوئی معقول جواز پیش کرنا پڑے گا۔

یہ کام حقیقتاً بہت مشکل ہے۔ عمران بڑبڑایا اس کے چہرے پر بھی تفکر کے آثار تھے۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔

تم دلیری کے شراب خانے میں کیا کر رہے تھے۔

آہا۔۔۔ وہ۔۔۔ عمران احمقوں کی طرح ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ تم جانتے ہو کہ میں آج کل بے روزگار ہوں۔ خرچ اس طرح چلتا ہے۔ اب کچھ دنوں کے بعد وہ مستقل طور پر مجھے ایک معقول رقم دینے لگے گی۔

تم کیوں۔۔۔ اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔۔۔ اگر اس نے قریبی تھانے میں شکایت کر دی تو بڑی ذلت ہو گی تمہاری۔

اچھا اب تم یہاں سے کھسک جاؤ۔۔۔ جس دن مجھے نصیحتوں کی کمی محسوس ہوئی شادی کر لوں گا۔

ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر تم کیوں کھودنا چاہتے ہو۔

وقت برباد نہ کرو۔۔۔ آج رات اس کی قبر کھود ڈالی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت تم وہاں موجود

رہو۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہاں ایک دوست کی ہی حیثیت سے ہی آنا بحیثیت دشمن بھی آ سکتے ہو۔ ہتھ کڑیاں لے آنا۔ کیونکہ وہ ایک غیر قانونی حرکت ہو گی۔

کیا تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو۔

قطعی۔۔۔ بس آج رات کو دیکھ لینا۔ قبر کھود ڈالی جائے گی۔

اور اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔

نہیں ذمہ دار تو تم ہی ہو گے۔ عمران بولا۔ اگر تم اس کی قبر کھودتے تو اس کا فائدہ براہ راست تمہیں ہوتا۔ اب کوئی دوسرا ہی فائدہ اٹھانے والا ہے۔

میں سمجھا۔۔۔ فیاض نے سر ہلا کر کہا۔ تمہیں اطلاع ملی ہے کہ آج کوئی ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کھود ڈالے گا۔

سمجھ گئے نا۔۔۔ عمران نے قہقہہ لگایا۔ میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم سمجھ جاؤ گے۔ آخر محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر ہو۔۔۔۔

کون ہے۔۔۔۔ وہ۔۔۔

یہ مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اطلاع ملی ہے۔

تو اس کا مطلب ہے کہ عسائیوں کے قبرستان کی نگرانی کی جائے۔

ضرور۔۔۔ قطعی یہ بیت ضروری ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں کو پکڑ نہیں سکو گے۔

کیا تم ہمارے ساتھ نہی ہو گے۔

اگر تم استدعا کرو۔۔۔ تو یہ ممکن ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

میں استدعا کرتا ہوں۔ فیاض ہنسنے لگا۔

سرشام ہی سادہ لباس والے عسائیوں کے قبرستان کے گرد منڈلانے لگے۔ فیاض اور عمران قبرستان کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے۔ یہاں ساری قبریں پختہ تھیں اور کچھ نئی قبریں ابھی زیر تعمیر تھیں جن پر اس وقت کام نہیں ہو رہا تھا۔

فیاض چاروں طرف قبروں کے کتبے پڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران سے کہا۔ یہاں۔۔۔ ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر تو نہیں ہے۔

کیوں۔۔۔ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا۔

کسی قبر پہ اس کا نام دکھائی نہیں دیتا۔

تم بھی رہے وہی گھونگے۔۔۔ ابھی نام کیسے لگ جائے گا وہ تو ابھی زیر تعمیر ہے۔ بڑا شاندار مقبرا بنے گا اس کا بڑا اونچا سائینسدان تھا۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کی قبر کون سی ہے۔ یہاں تو کئی زیر تعمیر ہیں۔

وہ چونکہ بڑا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی قبر سب سے الگ تھلگ بن رہی ہے۔ وہ اَروسے کی جھاڑیوں کے درمیان۔۔۔ وہ ادھر دیکھو۔۔۔

سامنے دور دور تک روسے کی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔۔ اور ان کے اوپر ایک جگہ کسی نامکمل عمارت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ فیاض بڑی تیزی سے اس طرف بڑھا۔ عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرانے لگی۔ لیکن اس کے ہونٹ بند ہی رہے۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد فیاض واپس آ گیا۔

دیکھو مائی ڈیئر سوپر فیاض۔۔ عمران نے کہا۔ اب اپنے آدمیوں کو چھپانے کی کوشش نہ کرو۔ اگر قبر کھودنے والوں میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ آ گیا تو کام بن جائے گا۔۔

کہاں چھپاؤں۔۔ تم ہی بتاؤ۔۔۔ بلکہ جو تمہارا دل چاہے وہ کرو۔ میں تمہیں پوار پوارا اختیار دے رہا ہوں۔ فیاض بولا۔

عمران نے پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر فیاض کے ساتھیوں کو اکٹھا کر لیا۔ اب اچھی طرح اندھیرا پھیل گیا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں قبرستان پر مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ سردی آج بھی بہت شدید تھی۔

عمران انہیں مخالف سمت کی جھاڑیوں میں لے گیا۔۔ فیاض بھی ساتھ تھا۔

سامنے والی جھاڑیوں پر نظر رکھنا۔ عمران کہہ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اندھیرے میں تو کام کریں گے نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی نکل کر نہ جانے پائے۔ اس کے لیئے یہی طریقہ بہتر ہوگا کہ ہم موقع پر ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ وہ سب اس کی اس تجویز پر متفق ہو گئے۔ تقریباً دس بجے انہیں آہٹیں سنائی دیں اور سامنے والی جھاڑیوں میں مدھم سی روشنی نظر آئی۔

فیاض نے بڑی گرمجوشی سے عمران کا شانہ دبایا اور اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا آہستہ سے بولا۔ تمہارا خایل غلط نہیں ہوتا۔

اب اپنے آدمیوں سے کہو۔ عمران نے کہا۔ سینے کے بل رینگتے ہوئے باہر نکلیں اور ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر اس وقت تک خاموش رہیں جب تک وہ لوگ اپنا کام مکمل نہ کر لیں۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہ قبر کیوں کھودنا چاہتے ہیں۔ کیوں کیا خیال ہے

ٹھیک ہے۔۔۔ فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور اپنے ساتھیوں کو ہدایت دینے لگا۔

کچھ دیر بعد ان جھاڑیوں میں عمران اور فیاض کے علاوہ کوئی نہ رہ گیا۔ سامنے والی جھاڑیوں میں اب بھی

روشنی نظر آ رہی تھی۔

فیاض بڑبڑانے لگا۔ تم مجھے کبھی پوری بات نہیں بتاتے اور اس لیئے بعض اوقات مجھے بڑی شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔

پوچھو میری جان کیا پوچھنا ہے

یہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے

ڈاکٹر اسٹیپلر کے متعلق تم کیا جانتے ہو عمران نے سوال کیا۔

وہ ایک بڑا سائنس دان تھا۔

بس اتنا ہی۔۔۔ یا کچھ اور بھی۔ میرا مطلب ہے تمہیں اس کی مصروفیات کا علم تھا یا نہیں

میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

خیر۔۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ بھی دنیا کے ان معدودے چند سائیسدانوں میں سے تھا جو چاند پر جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسے ایک ایسا راکٹ بنانے کی فکر تھی جو سیدھا پرواز کرنے کی بجائے فضاء میں دائیں بائیں اور اوپر نیچے مڑ بھی سکے۔

اچھا تو پھر

آسمانی تحریر۔۔۔ اسے اگر تم انسان ہی کا کارنامہ سمجھتے ہو تو تمہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کسی پرواز کرنے والی مشین کے زریعے عالم وجود میں آئی ہو گی۔

ہاں میں یہ سمجھ سکتا ہوں۔ فیاض نے کہا۔

لیکن وہ کوئی ہوائی جہاز نہیں ہوسکتا۔ عمران بولا۔

کیوں

ہوائی جہاز کی پرواز جتنی اونچی بھی ہوسکتی ہے۔ اسی کی مناسبت سے ہمارے یہاں سرچ لائیٹیں بھی موجود ہیں۔ لیکن کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ پرواز کرنے والی مشین ہماری سرچ لائیٹوں کے دائرہ عمل سے باہر تھی۔۔ یعنی ان کی روشنی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

ہاں مجھے یاد ہے۔

لہزا وہ ہوائی جہاز نہیں ہوسکتا۔۔۔ لیکن راکٹ۔۔۔

ہاں راکٹ۔۔۔ فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ لیکن ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کیوں کھودی جا رہی ہے

اماں۔۔ کیوں چاٹ رہے ہو میرا دماغ عمران جھنجھلا گیا۔ یہ تو اب دیکھیں گے کہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیتا۔

فیاض خاموش ہو گیا۔ اسے اسی میں بہتری نظر آئی۔ معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ تھوڑا پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا۔ پچھلے سال وہ برطانیہ میں مقیم تھا۔ اور ان سائینس دانوں کے ساتھ کام کر رہا تھا جنھوں نے چاند تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ پھر اچانک وہ عارضہ قلب میں مبتلا ہو کر برطانیہ سے واپس آ گیا تھا۔ اس کے بعد شاید ایک ہفتہ ہی زندہ رہ کر موت کی گود میں جا سویا۔ اسے مرے ہوئے آج ٹھیک دو مہینے ہو گئے تھے۔

فیاض نے اس کے متعلق اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ اور یاداشت بھولے بسرے واقعات کی کڑیاں ملانے لگی۔ عمران کے خیال دلانے پر وہ بھی اس آسمانی تحریر کے سلسلے میں کسی راکٹ ہی کے امکانات پر غور کرنے لگا۔ مگر اس کے ذہن وہ سوالیہ نشان اب بھی باقی تھا۔ یعنی اس واقعات اور ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کھودے سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ کیا کوئی راز اس کی قبر میں موجود ہے لیکن اس نقطے پر وہ زیادہ دیر تک غور نہ کر سکا۔ کیونکہ ہر خیال ہی مضحکہ خیز تھا۔ جاسوسی ناولوں ہی کی بات۔ فلاں کی قبر کھودی گئی اور اس میں سے

ایک لاش کے بجائے بندر یا بجو برآمد ہوا محکمہ سراغرسانی کے لیئے لمحہ فکریہ۔۔۔ اور سب سے زیادہ ذہین سراغرساں معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یعنی وہ بندر یا بجو مرنے والے کا دودھ شریک بھائی تھا جو رنے والے کا بھیس بدل کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ قبر میں فرشتوں نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو انگ و روغن غیاری کا اڑ گیا اور بندر یا بجو کی شکل نکل آئی۔۔۔ اور فرشتے اپنے اس بلنڈر پر خفیف ہوئے۔

فیاض ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا رہا۔ حقیقت یہ تھی کہ سردی اس کی برداشت سے باہر ہوئی جا رہی تھی۔۔۔ اور وہ اپنے ذہن کو جسم سے الگ رکھنے کے لیئے اوٹ پٹانگ باتیں سوچ رہا تھا۔ عمران نے اس کا شانہ جھنجھوڑ دیا۔

چلو۔۔ اب ہمیں دیر نہ کرنی چاہیئے

چلو۔ فیاض نے چونک کر کہا۔

یوں نہیں۔۔۔ بلکہ اسی طرح جیسے دوسرے گئے ہیں عمران زمین پر گرتا ہوا بولا۔ فیاض نے بھی اس کی تقلید کی۔۔۔ اور وہ دونوں سینے کے بل آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

وہ ان جھاڑیوں تک تین منٹ کے اندر ہی پہنچ گئے۔ یہاں اب بھی مدھم سی روشنی نظر آ رہی تھی۔ وہ زمین سے چپک گئے۔ جھاڑیوں کے اندر ہی سے برابر کھڑ کھڑاہٹ کی آواز چلی آ رہی تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اچانک ہی دھڑا دھڑ اینٹیں گرنے لگی ہوں۔

آجاؤ۔ عمران نے نعرہ لگایا۔

فیاض کے ساتھی چاروں طرف سے اندر گھس پڑے۔ مگر دوسرے ہی لمحے میں ان سب کی کھوپڑیاں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ زیر تعمیر قبر پر ایک پرانی سی لالٹین روشن تھی اور اس کی روشنی میں ایک کتا اچھلتا کودتا ہوا نظر آ رہا تھا جس کے جسم پر چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ٹین کے ڈبے بندھے ہوئے تھے۔ اس کے

علاوہ وہاں اور کچھ بھی نہیں تھا۔

یہ کیا مصیبت ہے۔ عمران بڑبڑایا۔

فیاض اس قبر کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی ایک اینٹ بھی کھسکی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی۔ شاید کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

پھر ان کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو گئی جو اب پہلے ہی کی طرح اچھلے کودے ارہا تھا اور اس کی گردن میں ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی جو ایک ایسے دوشاخے والے تنے کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل گئی تھی جس سے کتے کا جسم ان ڈبوں سمیت دوسری طرف نہیں نکل سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کتا اب بھی اسی جگہ موجود تھا ورنہ وہ اسی سمت کو نکل جاتا جدھر گلے میں پڑی ہوئی رسی کا رخ تھا۔

آؤ ادھر چلو۔۔۔ اچانک عمران نے کتے کی رسی کے ساتھ دوڑنا شروع کر دیا۔ دوسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ رسی پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور وپ سرپٹ دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ تھے۔ ایک جگہ اس کا دوسرا سرا ایک درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آیا۔۔۔ اور ساتھ ہی فیض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ اس کی ٹراچ کی روشنی کا دائرہ ایک ٹوٹی پھوٹی سی قبر پر جم گیا تھا۔ عمران بھی رک کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ اس کا صندوق کھلا پڑا تھا۔ شاید اسے گڑھے سے نکال کر باہر ہی پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

چوٹ ہو گئی پیارے۔ عمران بڑبڑایا۔ ہم دھوکا کھا گئے۔ اسٹیپلر کی قبر دراصل یہی تھی۔ پھر وہ بڑی تیزی سے لاش والے صندوق کی طرف بڑھا۔

ہائیں۔۔۔ لاش بھی غایب ہے۔ فیاض نے اسے کہتے سنا۔

حقیقتاً صندوق میں لاش نہیں تھی۔ وہ اوزار بھی قریب ہی پڑے ہوئے تھے جن کی مدد سے قبر کھودی گئی تھی۔ وہ کافی دیر تک لاش ڈھونڈتے رہے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ تم

نے مجھے دھوکے میں رکھا۔

میں خود بھی دھوکے میں ہی ہوں سو پر فیاض۔

تم بکواس کرتے ہو۔۔۔فیاض کا غصہ اور تیز ہو رہا تھا۔

ذرا تمیز سے۔۔عمران غرایا۔ تم یہ بھول رہے ہو کہ یہاں تمہارے کچھ ماتحت بھی موجود ہیں۔

فیاض خاموش ہو گیا۔ بہر حال وہ وہاں سے بے نیل و مرام واپس آئے۔

فیاضنے اپنے ساتھیوں کو رخصت کر دیا اور وہ دونوں ایک کیفے میں آ بیٹھے۔ فیاض کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔

عمران خیریت اسی میں ہی کہ حقیقیت ظاہر کر دو ورنہ خسارے میں رہو گے۔ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔اور کہہ چکنے کے بعد بھی گھورتا رہا۔

یار تم بڑے احسان فراموش ہو۔ اتنی دیر تمہارے ساتھ جھک مارتا رہا اور تم۔۔۔

میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔۔اور نہ اسی پر یقین کرنے کو تیار ہوں کہ تم اس کی قبر کے متعلق دھوکے میں تھے۔

کیوں یقین کیوں نہ کرو گے

تم نے جس قبر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔اسی قبر پر انہوں نے اپنا جال کیوں پھیلایا تھا۔

ہاں۔۔۔اب یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ اپنی حماقت کو الزام نہ دو گے کہ اتنے آدمیوں کی بھیڑ لیئے سر شام ہی وہاں پہنچ گئے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پہلے ہی سے تاڑ گئے ہوں۔۔۔اور یہ بھی دیکھ لیا ہو کہ کسی قبر کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یار ذرا کھوپڑی استعمال کرو سو پر فیاض۔

تم مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔

کوئی میں نے مطمئن کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جہنم میں جاؤ۔ عمران جھلا کر بولا۔

اس سے کام نہ چلے گا۔ میں اسی وقت تمہارے ہتھکڑیاں لگا سکتا ہوں۔ فیاض غرایا۔

راجہ ہوشہر کے۔۔۔عمران بے بسی سے بولا۔

فیاض اسے بدستور گھورتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران یقیناً کوئی چال چل رہا ہے مگر چال تک پہنچنا کم از کم فیاض کے بس کا روگ نہیں تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران اسے کچھ نہ بتائے گا خواہ وہ اسے پھانسی پر ہی کیوں نہ لٹکا دے۔

عمران نے بیرے کو طلب کر کے چائے کے لیئے کہا اور خود اونگھنے لگا۔ پتہ نہیں فیاض کو چڑانا چاہتا تھا یا سچ مچ اسے نیند آ رہی تھی۔

فیاض ویسے ہی بھرا بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے چونک کر کہا۔

ایک تدبیر سمجھ آ رہی ہے۔ اس واقعے کو اخبارات میں اشاعت کے لیئے دے دو۔ تمہارا نام ہا گا اور کام بھی چل جائے گا۔

میں سمجھ گیا ۔ فیاض غرایا۔ اس وقت تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کیا ہے۔

وہ تو اب بھی ٹیڑھا ہے سو پر فیاض۔۔۔ویسے اس واقعے کی پبلسٹی سے تم کافی فائیدہ اٹھا سکتے ہو۔ کوئی نہ کوئی تمہیں یہ ضرور بتائے گا کہ ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش کیوں چرائی گئی ہے۔

اچھا۔۔۔فیاض اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ اس سے کیا فائیدہ ہوگا

بس اس آسانی تحریر سے اسٹیپلر کی لاش کی کڑیاں مل جائیں گی۔

کس طرح وہ بھی تو بتاؤ

مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہاری جھڑکیاں کیوں سنتا۔ عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

فیاض سمجھ گیا کہ وہ اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا ہے مگر ابھی بتانا نہیں چاہتا۔ بارہا ایسا ہوا تھا۔۔۔ اور پھر عمران اس کی دانست میں ایک غیر سرکاری آدمی تھا۔ لہزا وہ کامیابی پہنچ کر کسی سرکاری آدمی کا سہارا ضرور تلاش کرے گا اور وہ سرکاری آدمی خود فیاض کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔ لہزا فیاض نے سوچا کہ اسے اپنا موڈ ٹھیک کر لینا چاہیئے۔ اس سے پہلے بھی عمران کئی بار کامیابی کا سہرا اس کے سر باندھ چکا ہے۔

اچھا چلو۔۔۔ میں اس کی پبلسٹی کرا دوں گا۔۔۔ پھر کیا ہوگا

جو کچھ بھی ہوگا بہت جلد دیکھ لو گے۔۔۔ چائے پیو۔ عمران بڑبڑایا۔

جولیا واٹر تو بہت تھک گئی تھی۔ سلیپنگ سوٹ پہن کر اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور چھوٹی میز مسہری کے قریب سرکا کر اس پر فون رکھ دیا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں افراد ہمیشہ اپنے سرہانے فون رکھ کر سویا کرتے تھے۔ پتہ نہیں کب ان کے پراسرار آفیسر ایکسٹو کا فون آ جائے جو نہ سونا جانتا ہے اور نہ آرام کرنا۔

جولیا مسہری پر لیٹ گئی اور لیٹتے ہی ذہن پر غنودگی کا غبار چھا گیا۔ لیکن وہ کچی ہی نیند میں تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گھنٹی کی آواز اس وقت اتنی گراں گزری کہ اس کا چہرہ کافی حد تک مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔ لیکن ہاتھ کسی مشین کی طرح ریسیور پر جا پڑے۔

یس سر۔۔۔

اوہ۔۔۔ اب تو تم میری آواز پہچاننے لگی ہو۔

یس سر۔۔۔

کیوں کیا رہا

آپ کی ہدایت کے مطابق قبر کھودی گئی۔ لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ تابوت میں لاش کے بجائے

پتھر بھرے ہوئے تھے۔

مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ جولیا اگر مجھے یقین ہوتا کہ لاش قبر میں موجود ہے تو میں کبھی اسے کھود نکالنے کی زحمت نہ دیتا۔

کیا آپ مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت دیں گے

پوچھو۔۔۔ اگر مناسب سمجھوں گا تو ضرور جواب دوں گا۔

یہ قصہ والٹن کی لاش سے شروع ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سے اسکا کیا تعلق۔

یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ تم لوگ بہت جلد ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دو گے۔ مجھے یقین ہے۔

لیکن کیپٹن خاور کو بھی جعفری کی طرح روپوش ہو جانا چاہیئے۔

آپ اسے براہ راست ہدایت کر دیں گے یا میں کر دوں۔ جولیا نے پوچھا۔

میں اسے مطلع کر دوں گا۔ لیکن تم لوگ نہ صرف اسے بلکہ جعفری کو بھی نظر میں رکھو گے۔

بہت بہتر۔۔۔ ایک بات اور قبرستان میں پولیس موجود تھی۔ ہم سمجھتے تھے شاید ہمیں مجرموں کا دھکا دینا ہے۔

ہم نے درحقیقت مجرموں کو دھکا دیا ہے۔ ایکسٹو بولا۔ اب وہ ہمیں سو فیصد کسی دوسری پارٹی کا بدمعاش سمجھنے لگیں گے۔ پہلے بھی سمجھتے تھے۔ اب یقین آ جائے گا۔

خیر۔۔۔ ہاں تو۔۔۔ بس کل کا اخبار دیکھ کر ہی تم حالات کا اندازہ کر لو گی۔۔

کیپٹن فیاض کے ساتھ وہ لفنگا عمران بھی موجود تھا آپ اسے جانتے ہی ہوں گے۔

ہاں میں اسے جانتا ہوں۔۔۔ ہے کام کا آدمی۔۔۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایکسٹو کے کسی کام میں دخل اندازی کر سکے۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ جولیا بھی ریسیور رکھ کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

* * *

اخبارات میں دو خبریں بڑی اہم تھیں۔ پہلی خبر تو یہ تھی کہ قریبی شہر شاداب نگر میں بھی آسمان پر سرخ تحریر دیکھی گئی اور اس کے بعد وہاں کا ایک محلّہ دھوئیں کے بادلوں میں گھر گیا۔ اور پھر وہی سب کچھ ہوا جو کچھ یہاں پہلے ہو چکا تھا۔۔۔ افراتفری کے دوران کروڑوں روپے لٹ گئے چونکہ اس سے پہلے بھی اس قسم کا واقعہ پیش آچکا تھا اس لیئے آسمان پر تحریر نمودار ہوتے ہی پولیس طلب کر لی گئی تھی اور اس نے مزکورہ محلے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا تھا۔ جہاں ایک اخبار نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر فوجیوں کے پاس گیس ماسک بھی ہوتے تو شاید لوگوں کا مال و اسباب محفوظ رہتا۔ دھوئیں کی کثرت نے فوجیوں کو محلے کے اندر گھسنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

دوسری خبر ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کے متعلق تھی۔ پولیس کا خیال تھا کہ اسکی لاش وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کی گئی ہے۔ لیکن اس کا مقصد کوئی نہیں جانتا۔ لاش وہاں سے کیوں ہٹائی گئی یہ ایک راز ہے محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو باوثوق زرائع سے اس کا علم قبل از وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایک دوسری قبر کو ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سمجھ بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو نامعلوم آدمی اسٹیپلر کی لاش لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ خبر میں وہ طریقہ بھی درج تھا جو مجرموں نے محکمہ سراغرسانی کے آدمیوں کو دھوکا دینے کے لیئے اختیار کیا تھا۔

عمران نے یہ خبر مارننگ نیوز میں پڑھی تھی۔ وہ اس وقت دلیری کے شراب خانہ میں موجود تھا۔۔۔ دلیری ابھی کاؤنٹر پر نہیں آئی تھی۔ وہ زیادہ تر اسی وقت آیا کرتی تھی جب گاہکوں کے آنے کا وقت ہوتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں شراب خانے کا واحد بیرا بار بنی کے فرائض بھی انجام دیتا تھا اور گاہکوں کی میزوں پر شراب بھی پہنچا دیا کرتا تھا۔

ابھی صبح ہی تھی اور عمران کے علاوہ شراب خانے میں اور کوئی نہیں تھا۔ بیرا مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

صاحب کیوں خوامخواہ پریشان کرتے ہو۔ اس نے کہا۔

ہائیں۔۔۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کب تمہیں پریشان کیا تھا۔

مجھے۔۔ میرا مطلب ہے میم صاحب کو۔

میم صاحب۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ چند لمحے بڑی حسرت سے بیرے کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔ بیٹھو۔ تکلف کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

بیرا اس کی سامنے والی کرسی پر بیٹھا گیا۔ عمران اسے چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے

محبت۔۔ ہی۔۔ ہی۔۔ ہی۔۔۔ بیرا منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

نہیں کی۔۔۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ورنہ اس طرح ہنسنے کے بجائے تم بیٹھ کر روتے۔

بیرا بدستور ہنستا رہا۔

آخر عمران نے کہا۔ مجھے تمہاری میم صاحب سے محبت ہو گئی ہے۔

کیا۔۔ دفعتاً بیرا سنجیدہ ہو کر اتنے زور سے اچھلا کہ کرسی الٹ گئی۔

وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران نے اسے قیامت کی آمد کی اطلاع دی ہو۔

کرسی سیدھی کرو۔ عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ ورنہ دلیری ڈارلنگ تمہیں کچا چبا جائے گی۔ بیرے نے چپ چاپ کرسی سیدھی کی اور کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔ وہ متحیر ہونے میں قطعی حق بجانب تھا۔ وہ کبھی

سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران جیسا کوئی بانکا سجیلا نوجوان دلیری جیسی سیاہ فام بڑھیا پر عاشق بھی ہوسکتا ہے۔

عمران پھر اخبار پڑھنے میں مشگول ہوگیا۔ بیرا تھوڑی دیر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر دوبارہ عمران کے قریب آیا۔

مگر صاحب۔ اس نے پوچھا۔ آپ میم صاحب کے دھندے میں کیوں گھپلا کرتے ہیں۔

ہائے تم نہیں سمجھ سکتے۔ عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر شعر پڑھا۔

محبت معنی والفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقیت ہے کہ سمجھائی نہیں جاتی

میں دلیری کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ اور تم لوگ کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتے ہو۔ حماقت میری ہے۔ جب معنی اور الفاظ میں لائی ہی نہیں جاسکتی تو پھر میں سمجھانے کی کوشش کیوں کرتا ہوں۔ ویسے کیا تم لاشعور کی نفسیات سے واقف ہو

بیرے نے نفی میں سر ہلا دیا۔

آہا۔۔ پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے فرائیڈ کو نہیں پڑھا۔

میں پڑھا لکھا نہیں ہوں جناب۔

پڑھے لکھے نہیں ہو جناب۔ پھر بھی تمہیں فرائیڈ کو ضرور پڑھنا چاہیئے تھا۔ خیر اب پڑھ لینا۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا

فرائی پان

ہاں تو فرائی پان میں ایک انڈا توڑ کر ڈال دو۔۔۔ تھوڑی سی امرود کی جیلی۔۔۔ دو قتلے انناس کا مربہ دانہ الائچی خوروسائیدہ۔۔

اچانک دلیری ناوقت شراب خانے میں آ گئی۔ عمران کو بیٹھا دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئیں۔

میں آج آخری فیصلہ کرنے آیا ہوں۔

کا ئیسا پھسلا۔۔ دلیری دہاڑی۔

چیخو مت۔۔۔ ورنہ پاس پڑوس والے بھی اس راز سے آگاہ ہو جائیں گے۔

تم سالا ہماری مٹی کھراب کر دیں گا۔

دلیری ڈارلنگ۔۔ عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کی آنکھوں سے شرواب ابلنے لگی۔

کیا۔۔ دلیری کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

بیرے کو باہر بھیج دو۔۔ پھر میں بتاؤں گا عمران نے بڑے دردناک لہجے میں کہا۔

دلیری جواب کافی پرسکون اور سنجیدہ نظر آنے لگی تھی کنکھیوں سے بیرے بیرے کی طرف دیکھنے لگی۔

بیرا کاؤنٹر کے پیچھے لگی ہوئی بوتلوں پر جھاڑن پھیرنے لگا۔

یا پھر میرے ساتھ چلو۔۔۔ عمران نے دوسری تجویز پیش کی، اب اس کی آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے تھے ۔

دلیری کچھ کہے بغیر اپنی نشست کی کمرے میں چلی گئی۔ عمران بھی آگے بڑھا۔ دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔ دلیری عمران کی طرف مڑی۔

وہ اس وقت اور زیادہ کریہہ المنظر معلوم ہونے لگی تھی۔ موٹے موٹے ہونٹ کفیف سے کھل گئے تھے آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ دھندلا گئی تھیں۔

کیا بولتے چھوکرے اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

بس ایک بار میری طرف دیکھ کر مسکرا دو۔۔ اس کے بعد میں خود ہی اپنا گلا گھونٹ کر مر جاؤں گا۔

وہ کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

مسکرا دو۔۔۔ عمران پھر گھگھیایا۔

دلیری نے بے اختیار دانت نکال دیئے اور عمران فرش پر گر کر لوٹنے لگا۔ وہ ہائے اوئے مچا رہا تھا

دلیری بوکھلا گئی۔

اٹھو۔۔۔ یہاں سے اٹھو۔۔۔ اٹھو۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

نہیں مجھے یہیں مر جانے دو۔

کیا کرتا بابا دلیری عجیب سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

میں یہیں مر جاؤں گا۔۔۔ ورنہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔

تم پاگل ہے۔۔۔ بالکل پاگل۔۔۔ پہلے دھندا کھراب کرتا تھا۔۔ اب یہ نہ یہ نہ وہ۔۔۔ میں تم سے پریم کرتا ہوں۔

ہٹ۔۔ ادھر۔۔۔ چھوکرے۔۔۔ وہ عمران کو پرے جھٹک کر شرما گئی۔

عمران اور زیادہ زور و شور کے ساتھ سینہ کوبی کرنے لگا۔

تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو دلیری نے انگریزی میں کہا۔

دل سے مجبور ہوں عمران ابھی اور بھی کچھ کہتا۔ انداز سے یہ ہی معلوم ہو رہا تھا مگر ٹھیک اسی وقت ویٹر بوکھلایا ہوا اندر آیا۔

میم صاحب۔۔۔ گٹیالی اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔

گٹیالی۔۔ دلیری نے پھٹی پھٹی سی آواز میں دہرایا اور عمران کو جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ بھاگو

عمران ابھی فرش سے اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔۔ اور دوسرے ہی لمحے میں ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بڑی خوفناک تھیں۔۔۔ سرخ سرخ۔ ۔ انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔

یہ کیا ہو رہا ہے وہ پانی سے بھرے ہوئے بادل کی طرح گرجا۔

دلیری تو ایک گوشے میں منہ ڈال کر بری طرح کانپنے لگی۔ لیکن عمران احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا رہا۔

بالاکل اسی انداز میں جیسے اس سوال کا اسی کی زات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

یہ کون ہے دلیری آنے والا پھر اہاڑا۔۔۔ وہ انگریزی میں ہی گفتگو کر رہا تھا۔

مم۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں جانتی۔

تم کون ہو اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

میں عاشق ہوں۔۔۔ عمران نے لاپروائی سے کہا۔

آچ۔۔ چھا۔۔ تو تم۔۔ دلیری کی دولت ہتھیانے کی فکر میں ہو۔۔ دلیری۔۔۔

دلیری اس کی طرف مڑی۔۔ لیکن اس کے چہرے کی سیاہی میں ہلکی سی پیلاہٹ بھی نظر آنے لگی تھی۔

اپنے سنیڈل اتار دو۔ نو وارد غرایا۔ اور اس کے سر پر مارتی ہوئی اسے باہر سڑک تک لے جاؤ۔۔۔ چالو ٹھہرو۔۔ عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا نام گٹیالی کیوں ہے

کیا مطلب نو وارد دہاڑا۔

بالکل اچھا نہیں لگتا۔۔۔ تمہارے تن و توش پر یہ نام ایسا ہی لگتا ہے جیسے کسی ہاتھ کو چھپکلی کہہ دیا جائے۔۔ ۔ تمہارا نام تو ڈمباسٹر ہونا چاہیئے تھا۔

مزاق اڑاتا ہے۔۔ میرا۔۔ گٹیالی گھونسہ تان کر عمران کی طرف بڑھا۔۔ عمران حقیقتاً یہی چاہتا تھا کہ وہ

کسی طرح دروازے کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ اس وقت وہی ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے اس کا وار خالی دے کر ٹانگ لگائی اور وہیں کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ اکیلے نہیں بلکہ ایک کرسی بھی اپنے ساتھ ہی لیتا چلا گیا۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران نا صرف اس کمرے بلکہ شراب خانے ہی سے باہر تھا۔

جولیا واٹر نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ایک رکن مسٹر تنویر کے نمبر ڈائیل کیئے۔

ہیلو تنویر۔۔ اس نے کہا۔ دلیری کے شراب خانے میں ایک آدمی گٹیالی نامی معلوم ہوا ہے۔ اس کا تعاقب کرو۔ ایکسٹو کا حکم ہے۔ اسے ان دنوں اسے آدمی کی تلاش تھی۔ یہ آدمی لمبا تڑنگا اور سیاہ فام ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی پیشانی پر چوٹ آئی ہے۔ توقع ہے کہ سر پر پٹی بھی بندھی ہوئی ملے گی۔

جولیا۔۔۔ موسم بڑا خوشگوار ہے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

کیا بک رہے ہو۔۔۔ تم نے سنا نہیں۔۔۔ یہ ایکسٹو کا حکم ہے۔

جولیا یہ عشق ٹو کا موسم ہے۔۔۔ خدا غارت کرے ایکسٹو کو۔۔۔ اس نے ہمیں مشینیں بنا کر رکھ دیا ہے۔ پتہ نہیں خود کس دھات کا بنا ہوا ہے۔ آچ۔۔۔ چھا۔۔۔ جولیا۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔ مگر

مگر کیا

آج رات کا کھانا تمہارے ساتھ کھاؤں گی۔ جولیا نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ جلدی کرو اگر وہ دلیری کے شراب خانے سے رخصت ہو گیا تو ایکسٹو بہت بری طرح پیش آئے گا۔

اچھا۔۔ اچھا تنویر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور جولیا نے فون بند کر دیا۔ وہ اس وقت باہر جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایکسٹو کی مرضی کے مطابق کام نہ کرنے کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اسے ایست بہیترے مواقع یاد تھے جب ایکسٹو نے اپنے ماتحتوں کا سزائیں دی تھیں۔ ان دنوں کا آخری واقعہ سارجنٹ ناشاد کا تھا۔ وہ ایک مشرب شاعر تھا۔۔۔ ہر وقت مست رہنے والا۔۔ پیتا بھی بہت بری طرح تھا لیکن کچھ اس پر منحصر نہیں تھا۔ ایکسٹو کا حکم تھا کہ اس کے ماتحت ایسی صورت میں کسی پبلک مقام پر شراب نہ پیئیں جب ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوں۔ ناشاد نے اس کے حکم کی پرواہ نہ کر کے ایک رات ایک مقامی شراب خانے میں دو بازاری عورتوں کے ساتھ شراب پی کر خاصی ہڑبونگ مچائی اور اتنی پی تھی کہ اسے کسی بات ہوش ہی نہ رہا۔ دوسری صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو س نے خود کو شہر کے ایک فٹ پاتھ پر پڑا پایا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ موجود تھی اور لوگ بیتحاشہ قہقہے لگا رہے تھے۔ وہ اٹھا اور بدحواسی میں ایک طرف چل پڑا۔ راہ میں جو بھی اسے دیکھتا ہنس پڑتا۔ اسی اثناء میں ایک بار اس کا ہاتھ چہرے پر گیا اور اس کا سارا جسم جھنجھنا اٹھا۔ اس کی گھنی مونچھیں غایٔب تھیں پھر گالوں پر چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی اسے اس عجیب سی بو کا بھی احساس ہوا جو پہلے بھی محسوس ہوتی رہی تھی۔ لیکن اس نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ یہ بدبو کولتار کی تھی۔ اب جو اس نے ہاتھ کی طرف دیکھا تو انگلیوں میں کولتار لگا نظر آیا۔ بس پھر کیا تھا اس نے بدحواسی میں گھر کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر حقیقت آئینے ہی نے اسے بتائی کہ اس کے سارے چہرے پر کولتار کا غازہ موجود ہے اور بہترین قسم کی چڑھی ہوئی مونچھیں غایٔب تھیں۔ جیب سے ایک پرچہ برآمد ہوا جس پر ٹایٔپ کے حروف میں درج تھا۔ دوسری غلطی پر اس سے زیادہ سخت سزا دوں گا۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے اور نیچے تحریر تھا

۔ ایکسٹو۔

جولیا تنویر کے متعلق سوچنے لگی جو اسے اکثر چھیڑتا رہتا تھا۔ بعض اوقات ڈھکے چھپے الفاظ میں شادی کی درخواست بھی پیش کر بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے بھی ایکسٹو سے کوئی معقول سزا دلوائی جائے ۔ ایسی سزا جو اسے زندگی بھر یاد رہے۔

جولیا تقریباً تین گھنٹے تک تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرتی رہی۔۔۔ اس دوران میں وہ دوبارا ایکسٹو کا فون ریسیو کر چکی تھی۔ جو گٹیالی کے متعلق تنویر کی رپورٹ کا منتظر تھا۔ آخر ڈھائی بجے تنویر کا فون آیا۔

ہیلو۔۔۔ جولی وہ بوکھلائے ہوئے اندز میں کہہ رہا تھا۔ کسی نے اسے گولی ماردی۔ گراؤنڈ ہوٹل کے غسل خانے میں۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔ خیال ہے کہ وہ کوئی سائیلینسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ میں نے بھی صرف اس کی چیخ سنی تھی۔ گولی داہنی کنپٹی پر لگی ہے۔

تم اس کی قیام گاہ تک نہیں پہنچ سکے

نہیں۔۔۔ وہ دلیری کے شراب خانے سے نکل کر۔۔۔ گرؤنڈ ہوٹل تک گیا تھا۔۔۔ اور شاید دلیری سے اس کا جھگڑا بھی ہوا تھا کیونکہ شراب خانے میں وہ دونوں بری طرح چیخ رہے تھے۔

اچھا تنویر ایک بات میری سمجھ میں آرہی ہے۔ جولیا نے کہا۔ اب تم بھی خطرے میں ہو۔ میرا خیال ہے کہ اسے اس لیئے گولی موردی گئی کہ تم اس کا تعاقب کررہے تھے۔ لہزا اب تم کہیں چھپنے کی کوشش کرو۔ ایکسٹو کا حکم ہے ہم میں سے جو بھی مجرموں کی نظر میں آجائے اسے چاہیئے کہ بقیہ آدمیوں سے دور ہی رہے۔ خیر تم اس وقت کہاں ہو

گراؤنڈ ہوٹل میں۔ تنویر نے جواب دیا۔

اچھا تو وہیں ٹھہرو۔۔۔ لیکن کسی ایسی طرف نا جانا جہاں تنہائی ہو میں ایکسٹو کو تمہارے حالات سے باخبر کیئے دیتی ہوں۔ اسی صورت مُں تم محفوظ رہ سکتے ہو۔

اب جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے ایکسٹو کے نمبر ڈائیل کیئے۔ یہ نمبر ٹیلی فون ڈائیریکٹری میں نہیں تھے اور انہیں بہت ہی خاص مواقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔

ایکسٹو سے فون پر رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی۔ جولیا نے اسے رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے تنویر کو کیا مشورہ دیا ہے۔

جولیا نافٹر واٹر۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ تم واقعی بہت ذہین ہو۔ تم نے اسے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ اب مطمئین رہو۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ گٹیالی حقیقتاً ایسا ہی آدمی تھا جس کے ذریعے ہم مجرموں تک پہنچ سکتے تھے۔ خیر ابھی دوسری راہیں بھی موجود ہیں۔ جنہیں میں نے آزمایا نہیں ہے۔

مگر جناب وہ گلاس فیکٹری۔۔۔۔۔۔ جہاں کیپٹن خاور پر حملے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے وہاں سے بھی مجرموں تک رسائی ہوسکتی ہے۔

نہیں وہ راستہ فضول ہے۔ میں نے دیدہ دانستہ اسے ترک کردیا ہے۔ ویسے تو وہ دونوں آدمی بھی بظاہر کام کے تھے جنہیں میں نے انجکشن دیے تھے۔ مگر وہ محض کرائے کے آدمی تھے اور انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا کہ اصل مجرم کون ہے۔

تنویر کا کیا بنے گا۔ جولیا نے پوچھا۔

تم بے فکر رہو۔ میں اسے بحفاظت گرانڈ ہوٹل سے نکلوادوں گا۔

جولیا نے سلسلہ منقطع ہونے کے بعد ریسیور رکھ دیا اور باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اپنی چھوٹی سی آسٹن کار میں بیٹھی ہوئی بازار کی طرف جارہی تھی۔ اسے دراصل کچھ کپڑے خریدنے تھے۔ بازار پہنچ کر اس نے محسوس کیا کہ اس کا بھی تعاقب ہورہا ہے۔ وہ اس وقت اپنی

کار یک جگہ کھڑی کر کے مختلف دکانوں پر کپڑے دیکھتی پھر رہی تھی۔ ایک بار تعاقب کرنے والا بالکل اس کے نزدیک پہنچ گیا اور اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ تعاقب کرنے والا عمران ہے۔

وہ اسے اس وقت سے جانتی تھی جب وہ محکمہ سراغرسانی میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا۔۔۔۔ اور اب اسے یہ معلوم تھا کہ وہ آج کل بیکار ہے اور آئے دن محکمہ سراغرسانی والوں کے معاملات میں ٹانگ اڑائے رہتا ہے۔

مس جولیانا فٹزواٹر عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک دلچسپ اطلاع ہے۔

میں نہیں جانتی آپ کون ہیں جولیا نے بے رخی کا مظاہرہ کیا۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اطلاع بہر حال اہم ہے۔ اگر آپ اطمینان سے کہیں مل بیٹھنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

میرے پاس وقت نہیں ہے۔ آپ ہیں کون۔

میں ٹیکنی کلر میں بغداد کا چور ہوں۔ آپ اس کی پرواہ نہ کیجئے لیکن وہ اطلاع ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر سے متعلق ہے۔

میں آپ کی الٹی سیدھی باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکتی۔ جولیا مسکرا کر بولی ویسے آپ سو فیصد ٹیکنی کلر میں ہیں۔ سبز کوٹ، نیلی پتلون، زرد قمیض، گلابی ٹائی اور سفید جوتے۔ اگر آپ بغداد کے چور نہ ہوتے تب بھی میں آپ کو کوئی مداری ہی سمجھتی۔

سمجھتیں نا۔۔۔۔۔۔ ہاہا۔۔۔۔۔۔ بس اب آیئے۔ کیفے دلکشاں میں چائے بھی پیئیں گے اور باتیں بھی ہوں گی۔ بہت سی باتیں۔ ورنہ اگر میں ہالی ووڈ چلا گیا تو آپ کو افسوس ہوگا۔

آپ اعلیٰ قسم کے مسخرے معلوم ہوتے ہیں۔ خیر چلیئے۔ جولیا ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ہولی۔ ویسے اسے حیرت تھی کہ وہ اس طرح اس سے کیوں ٹکرایا۔ کیفے میں پہنچ کر تھوڑی دیر تک وہ ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ پھر عمران نے کہا۔

جس رات ڈاکٹر اسٹپلر کی لاش غائب ہوئی تھی۔ آپ کہاں تھیں۔

دیکھئے آپ زیادہ بہکیں گے تو آپ کو مزہ چکھا دوں گی۔

چلئے اس چکھنے سے پہلے ہی اسے میٹھا تسلیم کیے لیتا ہوں۔ مس جولیا یہ بہت اہم بات ہے کہ ڈاکٹر اسٹپلر کے تابوت پر آپ کی انگلیوں کے نشان ملے ہیں۔

میں جا رہی ہوں مسٹر جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

شوق سے جایئے۔ عمران لاپرواہی سے بولا لیکن سیکرٹ سروس والوں اور محکمہ سراغرسانی کا یہ ٹکراؤ میں پسند نہیں کرتا۔ آخر آپ لوگ یہ سب کچھ کس کے حکم سے کر رہے ہیں۔ محکمہ سراغرسانی کو ڈاکٹر اسٹپلر کی لاش چاہیئے۔ سمجھیں، اور اس کے لئے صرف میرا ایک اشارہ کافی ہے۔ آپ سمجھتی ہیں نا۔۔۔۔ اور آپ کا یہ خیال بھی فضول ہے کہ آپ مجھے نہیں پہچانتی ہیں۔ میں شیطان کا خالہ زاد بھائی عمران ہوں۔ آپ اچھی طرف جانتی ہیں۔ انجان بننے سے کام اور زیادہ بگڑ جائے گا، مس جولیا۔

آپ خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتی

کسی حد تک میں آپ کی ناپسندیدگی کو بھی پسند کرتا ہوں۔۔۔۔ مگر مس جولیا میں آپ کے محکمے کے آٹھوں افراد سے واقف ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج کل ان میں سے دو حضرات قطعی نظر نہیں آتے اور تیسرے نے آج ایک حماقت کر ڈالی ہے۔ لہذا وہ بھی غائب ہو جائے گا۔

بے پر کی نہ اڑاؤ جولیا مسکرا کر بولی۔ مقصد کی طرف آؤ۔ کیا تم کسی بیمہ کمپنی کے ایجنٹ ہو۔

صورت سے تو وہی معلوم ہوتا ہوں گا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ لیکن آپ، مجھے کسی دن صبح ہی صبح

دیکھیئے۔ پھر اگر اس دن آپ کو دو پہر کا کھانا نصیب ہو جائے تو میرے منہ پر تھوک دیجئے گا۔

جولیا اسے چند منٹ تک خاموشی سے گھورتی رہی۔ پھر بولی۔ آپ کی باتیں پر لطف ہیں۔ لیکن اب اصل موضوع کی طرف آیئے۔ کیا آپ مجھ سے جان پہچان پیدا کرنا چاہتے تھے۔

میں مکھی پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جان پہچان تو بہت بڑی چیز ہے۔ اچھا مس جولیا کوئی بات نہیں۔ آپ لوگوں کو پچھتانا پڑے گا۔ میں لاش کا قصہ کیپٹن فیاض کو سنا دوں گا۔ مگر اس سے پہلے میں آپ کو دو گھنٹے کی مہلت اور دے سکتا ہوں۔ آپ اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کر لیجئے۔۔۔۔ یہ رہا میرا کارڈ۔۔۔ اس پر فون نمبر بھی درج ہے۔ آپ دو گھنٹے کے اندر اندر مفاہمت کے لئے مجھے فون کر سکتی ہیں۔ دو گھنٹوں ے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دوں گا۔۔۔ اچھا ٹا ٹا عمران اٹھا اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر باہر چلا گیا۔

جولیا نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کیا۔ وہ بظاہر عمران سے دوٹوک گفتگو کر رہی تھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ اسے چکر پر چکر آ رہے تھے۔۔۔ اس کی وجہ ایکسٹو کا خوف تھا۔ ایکسٹو کا کہنا تھا کہ اس کے آٹھوں ماتحت خود کو دوسروں سے چھپائے رہیں۔ کوئی ایسا نمایاں کام نہ کریں جو ان کی شخصیات پر روشنی ڈالنے کا موجب بنے۔ لیکن عمران آٹھوں کہ نہ صرف جانتا تھا بلکہ اسے ان کی مشغولیات کا بھی علم تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایکسٹو کی شخصیت سے بھی واقف ہو۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس طرح اٹھی جیسے اس کا یہ فعل مشینی نوعیت کا رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار گھر کی طرف واپس مڑ جا رہی تھی۔ فلیٹ کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے اس کی سانس پھول گئی۔ اس نے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازے کو دھکا دے کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی کسی نے اس کی گردن دبوچ لی اور قبل اس کے کہ وہ ہونٹ بھی ہلا سکتی ایک مضبوط ہاتھ اس کے

منہ پر جم گیا۔ اس کے سارے جسم میں صرف پلکیں حرکت کر سکتی تھیں۔ گردن پر رکھے ہوئے ہاتھوں کی گرفت سخت ہونے لگی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ دو آدمیوں کی گرفت میں ہے۔ اس کا سر ڈھکنے لگا تھا اور آنکھوں کے سامنے تاریکی لہرا رہی تھی۔ گردن کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہونے لگی اور ذرا سی دیر میں تکلیف کا احساس ہی فنا ہو گیا۔

اسے معلوم نہیں کہ بے ہوشی کب تک طاری رہی۔ بہر حال ہوش میں آتے ہی اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اسے احساس ہونے لگا کہ وہ کسی نرم گدیلے پر نہیں بلکہ ناہموار زمین پر پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کے سارے جسم میں سنگریزے سے چبھ رہے ہیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور بے تکان اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بائیں طرف سے ہلکی سی سرخ روشنی نظر آ رہی تھی لیکن وہ یہاں کا اندھیرا دور کرنے کے لئے ناکافی تھی۔ اس نے بائیں طرف مڑ کر دیکھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا۔ اتنا بڑا کہ ایک آدمی بیٹھ کر بہ آسانی اس سے گزر سکتا تھا۔ یہ سرخ روشنی اسی سوراخ سے اندر آ رہی تھی۔

جولیا گھٹنوں کے بل سوراخ کی طرف رینگنے لگی۔۔۔۔۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔ سوراخ کے دوسری طرف الاؤ جل رہا تھا۔ تین آدمی زمین پر سوئے پڑے تھے اور ایک شخص الاؤ کے قریب بیٹھا سلگتی ہوئی لکڑی سے اپنا پائپ جلا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دو تین رائفلیں ایک پتھر سے ٹکی کھڑی تھیں۔ اور وہیں ایک بڑا سا کلہاڑا بھی پڑا ہوا تھا۔ رائفلیں سوراخ سے قریب ہی تھیں۔ جولیا خود میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ دراصل ایک بہت بڑا غار تھا۔ جس کے دو حصے تھے اور وہ سوراخ ان دنوں کو ملاتا تھا۔ جولیا کا آدھا دھڑ سوراخ کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ آگ کے قریب بیٹھا ہوا شخص اپنا پائپ سلگا کر زمین پر لیٹ گیا تھا۔

جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک رائفل اپنے قبضے میں کر لی اور اس کی نالی جاگتے ہوئے آدمی کی طرف کرتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ بس خاموش ہی رہنا۔

اس آدمی نے بڑے اطمینان سے اس کی طرف کروٹ لی اور اس انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا جیسے کوئی ننھی سی بچی کسی لکڑی کی بندوق سے اسے دھمکا رہی ہو۔ رائفل خالی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اسے رکھ دو۔ اس نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا۔ اور اپنی جگہ پر واپس جاؤ۔ یہ تینوں جو سو رہے ہیں۔ بہت بُرے آدمی ہیں۔ میں نے انہیں بہت مشکل سے سلایا ہے۔ جولیا یونہی رائفل تھامے کھڑی رہی۔ اس شخص نے پھر کہا۔ میرے کہنے پر عمل کرو۔ ورنہ نتیجے کی خود ذمے دار ہوگی۔

تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ جولیا نے پوچھا۔

اس بات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ تم ابھی دوسری جگہ لے جائی جاؤ گی اور وہیں تمھیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ میرے کہنے پر عمل کرو، رائفل وہیں رکھ دو۔ جہاں سے اٹھائی ہے۔ اگر یہ لوگ جاگ پڑے تو تمھاری بقیہ زندگی جہنم بن جائے گی۔

جولیا چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر رائفل وہیں رکھ کر غار کے تاریک حصے میں واپس چلی گئی۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ وہ اس کا کوئی جانا پہچانا سا چہرہ تھا۔ آواز میں بھی کوئی ایسی چیز موجود تھی جس کی بناء پر وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس سے قبل بھی کہیں اسے دیکھ چکی تھی۔۔۔۔ کہاں ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی یاد نہ آسکا۔ پھر سوچنے لگی، ممکن ہے واہمہ ہو۔۔۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ خلافِ توقع مہربانی سے پیش آیا تھا اس لئے ذہن کے تاریک گوشے اس سے کچھ نہ کچھ تعلق پیدا کر لینے کا جواز ڈھونڈ رہے ہوں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تاریکی میں ٹارچ کی روشنی نظر آئی۔ اس نے بائیں طرف والے سوراخ کی جانب دیکھا۔ کوئی آدمی ٹارچ کی روشنی اس پر ڈال رہا تھا۔

پھر دو آدمی اندر آئے اور انہوں نے اسے بازوں سے پکڑ کر دوسری طرف نکالا۔ اب اس غار میں چھ آدمی تھے۔ انہوں نے جولیا سے کوئی بات نہیں کی۔ سوئے ہوئے آدمی بھی اٹھ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اور ان کا سامان ایک جگہ ڈھیر تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سفر کے لئے تیار ہوں۔

کسی نے جولیا کی کمر پر رائفل کا کندہ رکھ کر اسے آگے دھکیلا اور وہ کچھ کہے بغیر اپنے آگے چلتے ہوئے آدمیوں کے پیچھے چل پڑی۔

غار سے نکلتے ہی اسے احساس ہوا جیسے وہ برفیلے سمندر میں غوطے لگا رہی ہو۔ اس کے جسم پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو اس جنگل کی سردی سے بچا سکتے۔ کچھ دور چلنے کے بعد رک جانے کا حکم ملا اور ٹارچ کی روشنی ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن پر پڑی۔ قبل اس کے کہ اسے کچھ کہا جاتا۔ جولیا خود ہی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئی۔ چار آدمی اس کے ساتھ بیٹھے اور دو اگلی نشست پر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی ان میں سے کسی شخص نے جولیا کر کمبل ڈال دیا تھا۔ اگر تم لیٹنا چاہو تو وہ سیٹ کافی بڑی ہے۔ کسی نے کہا۔

نہیں شکریہ جولیا بولی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں

اسٹیشن ویگن کا انجن گڑگڑایا اور وہ فراٹے بھرنے لگی۔ جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ لوگ کافی مہذب اور شائستہ ہیں۔ انہوں نے ابھی تک اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ جولیا نے خود کو اچھی طرح کمبل میں لپیٹ لیا تھا۔ لیکن ٹھنڈی ہوا اب بھی اس کے چہرے پر تھپڑے مار رہی تھی۔ اس کے باوجود بھی نہ تو وہ لیٹنا چاہتی تھی اور نہ چہرہ ڈھکنا چاہتی تھی۔ گاڑی ناہموار راستے پر چل رہی تھی۔ جھٹکے اور دھچکے یہی کہہ رہے تھے۔

یہ سفر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ جولیا کو وقت کا احساس نہیں تھا اور نہ اس میں اتنی ہمت تھی کہ وہ ان لوگوں سے وقت پوچھ سکتی۔ آخر وہ سفر ختم ہوا اور جولیا سے نیچے اترنے کو کہا گیا۔ اس نے بے چوں و چرا تعمیل کی۔ باہر نکلتے ہی اسے شدید ترین سردی کا احساس ہوا۔ کیونکہ ہوا بہت تیز تھی اور آسمان میں بادلوں کی

گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہو رہی تھی۔

جولیا کو یاد نہیں کہ وہ کس طرح اس عمارت میں پہنچی۔ اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمارت تک پہنچنے میں کتنی دیر لگی تھی۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا اور ذہن پر برف کی سِل رکھی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بجلی کی چمک میں اس عمارت کی ایک جھلک ضرور دیکھی تھی لیکن اتنی دیر میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا مشکل تھا۔

وہ ایک کمرے میں لائی گئی جس کی دیواریں بھورے رنگ کے پتھر سے بنائی گئی تھیں اور وہاں بہت ہی بھدے قسم کا فرنیچر موجود تھا۔ اسے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ کسی دیہاتی زمیندار کے مکان میں ہو، وہ لوگ اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ کمرہ گرم تھا۔ دیوار میں بنے ہوئے آتشدان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے لیکن کمرے کے در دیوار سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔

یہاں ایک ہی دروازہ تھا۔ نہ کھڑکیاں تھیں نہ روشندان۔ شاید پندرہ یا بیس منٹ تک وہ وہاں تنہا رہی۔ پھر یہ تنہائی رفع ہو گئی۔ آنے والا پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا۔ اگر اس کے سر کے بال زیادہ تر غائب نہ ہو گئے ہوتے تو اس کی عمر کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ اب بھی یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بال قبل از وقت گر گئے ہیں۔ اور وہ پینتیس سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔

جولیا نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے اجنبی نہیں تھا۔ وہ سینکڑوں بار علمی و ادبی رسائل میں اس کی تصاویر دیکھ چکی تھی۔۔۔۔ یہ مشہور سائینسدان ڈاکٹر اسٹپلر تھا۔ ایک دیسی عیسائی جس کی قبر سے خالی تابوت برآمد ہوا تھا۔

اس کی آنکھیں تیز اور خوفناک تھیں۔ جولیا ایک بار سے زیادہ اس سے آنکھیں نہ ملا سکی۔ تم بہت تھک گئی ہو گی۔ ڈاکٹر اسٹپلر نے کہا۔ اس کی آواز بڑی نرم تھی اور چہرے کی کرختگی کے مقابلے میں وہ جولیا کو بہت عجیب لگی۔ میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ ڈاکٹر اسٹپر نے کہا۔ میں تمہیں اس دن سے جانتا ہوں۔ جب تم نے میرے دو آدمیوں کو دھوکا دے کر دانش منزل میں پہنچایا تھا۔

تو آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں حقیقتاً کون ہوں جولیا نے کہا۔

مجھے یہ جاننے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ تم کون ہو۔ ڈاکٹر اسٹپر نے کہا۔ لیکن یہ ضرور معلوم کروں گا کہ دانش منزل میں تمھارے علاوہ اور کون تھا۔

یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔

ضِد بُری چیز ہے۔ ڈاکٹر اسٹپلر مسکرایا۔

میں یقین بھی نہیں دلانا چاہتی۔ جولیا نے لاپرواہی سے کہا۔

تم خواہ کتنی ہی ضد کیوں نہ کرو۔ میں تشدد نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد تم خود بخود مجھے سب کچھ بتا دو گی۔ اگر میرے دو آدمی پاگل ہو سکتے ہیں تو تم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ سکتی ہو۔

جو بات میں نہیں جانتی۔ تمہیں کیسے بتا سکوں گی۔

اچھا والٹن اور جعفری میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔

مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے۔ اس کا علم اسی شخص کو ہو سکتا ہے جو اس رات دانش منزل میں تھا۔ جس نے آپ کے دو آدمیوں کو۔۔۔

اچھا تمہاری مرضی۔۔۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ ڈاکٹر اسٹپلر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔۔ وہ چند لمحے آتشدان میں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ میری قبر کس نے کھودی تھی۔

میں کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔

محض اس لئے کہ میرے کسی آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں بھی رحمدلی سے پیش آ رہا

ہوں۔

اور میں یہ بھی جانتی ہوں ڈاکٹر کہ میری زندگی کا انحصار میری زبان ہی پر ہے۔ میں اس وقت تک زندہ رہوں گی جب تک اپنی زبان بند رکھوں۔

نہیں یہ ضروری نہیں۔

ڈاکٹر اسٹپلر میں کوئی ننھی سی بچی نہیں ہوں۔ آپ نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ آپ مر چکے ہیں۔ میں آپ کو زندہ دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ کسی ایسے آدمی کو زندہ دیکھنا پسند کریں گے جو اس راز سے واقف ہو جائے۔ ہوسکتا ہے کہ والٹن اس راز سے واقف رہا ہو۔

تم کافی ذہین عورت ہو۔ لیکن والٹن کی موت سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں خود یہ جاننا چاہتا ہوں کہ والٹن کو کن لوگوں نے قتل کیا ہے۔ اور میری مضوعی موت بھی ملک کے مفاد ہی کے لئے ہوئی تھی۔ تم کیا جانو، کہ ملک وقوم کے مفاد کے لئے کیا کر رہا ہوں۔ اگر میں علی الاعلان اپنا کام جاری رکھتا تو ایک مغربی ملک کے جاسوس میرا کام تمام کر دیتے لیکن تم لوگ کون جو میرے کاموں میں روڑے اٹکا رہے ہو۔ میں صرف اس آدمی کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں، جس نے میرے دو آدمیوں کے دماغ الٹ دیئے تھے۔

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹپلر تیکھے خدوخال رکھنے کے باوجود بھی اسے رحم دل اور ایماندار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے آدمیوں نے بھی اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور کوئی سختی نہیں کی تھی کہ اسے زبردستی گھر سے اٹھا لائے تھے۔ اس کے بعد یہاں تک لے آنے کے دوران میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایکسٹو کے متعلق سوچنے لگی۔۔۔۔ کہیں وہ سچ مچ کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ہو۔ اکثر ایسے واقعات پیش آئے تھے جب کسی سرکاری ادارے پر دوسرے مما لک کے جاسوس کا قبضہ ہو گیا تھا۔ وہ الجھن میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹپلر بہت نیک نام آدمی تھا۔ اس نے ملک وقوم کی بہتیری خدمات انجام دی تھیں۔

تم کیا سوچ رہی ہو ڈاکٹر اسٹپلر نے کہا۔ کیا تم تھوڑی سی برانڈی لینا پسند کرو گی

نہیں شکریہ میں شراب نہیں پیتی

تم نسلاً سوئیس ہو۔

جی ہاں

لیکن تمہارے دوسرے ساتھی یہیں کے ہیں۔ کیا تم اس ملک کی وفادار ہو۔

ہاں میری ماں یہیں کی تھی۔ میں خود کو یہیں کی شہری تصور کرتی ہوں۔ مجھے اس سرزمین سے پیار ہے۔

تم بکواس کر رہی ہو۔ دفعتاً ڈاکٹر اسٹپلر کا موڈ بدل گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں اور پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ وہ پھر دھاڑا۔

تم کسی دشمن ملک کی جاسوس ہو۔ مجھے بتاؤ، تمہارا سرغنہ کون ہے۔

جولیا کانپ گئی۔

دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ ڈاکٹر پولیس۔

کیا بکواس ہے ڈاکٹر غرا کر دروازے کی طرف مڑا۔

دروازے میں جولیا کو وہی آدمی نظر آیا جس سے غار میں اس کی گفتگو ہوئی تھی اور جس نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ رائیفل رکھ دے ورنہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔ وہ اندر آ گیا۔

پولیس۔۔۔۔۔۔ تم کیا بک رہے ہو

ہاں ڈاکٹر میرے اور آپ کے علاوہ اور سب گرفتار ہو گئے ہیں

کیا تم نشے میں ہو۔

آپ جانتے ہیں کہ مجھے نشے سے کوئی دلچسپی نہیں۔

رات بھی تم نے شراب پی کر کافی اُدھم مچائی تھی۔ جاؤ یہاں سے۔

ڈاکٹر اس وقت میں نشے میں نہیں ہوں۔ اگر ہوتا بھی تو نشہ ہرن ہو جاتا۔ آپ خود دیکھ لیجئے۔ سارے ساتھی اسی کمرے میں بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

تم جاتے ہو یا میں تمہیں ہوش میں لاؤں۔ ڈاکٹر دانت پیس کر اسے مکا دکھاتا ہوا بولا۔

آپ کی مرضی۔ اس نے لاپرواہی سے کہا۔ میں نے خطرے سے آگاہ کر دیا۔ وہ چلا گیا اور ڈاکٹر پھر جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ڈاکٹر اگر تم محبِ وطن ہو تو یہاں پولیس کا کیا کام جولیا نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

اوہ وہ بکواس کر رہا ہے۔ نشے میں ہے۔۔۔ میرے سارے آدمی می طرح سنجیدہ نہیں ہیں

اچانک جولیا کی نظر پھر دروازے کی طرف اٹھ گئی۔ وہی آدمی دوبارہ اندر آرہا تھا لیکن اس بار اس نے ایک شخص کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اس نے اسے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔ یہ دیکھئے ڈاکٹر کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔

کیا۔۔۔۔۔۔ ارے یہ کیا ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

جی ہاں اور دوسرے وہاں اس کمرے میں ہیں۔ اس نے کہا۔

ڈاکٹر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر جھپٹا۔۔۔۔۔۔ اور وہ آدمی جولیا کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔ گھنی مونچھوں سے ہونٹ تو ظاہر نہیں ہو سکے لیکن اس کی آنکھیں بھی مسکراتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ جولیا نے جھینپ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے ڈاکٹر اسٹپلر کی غراہٹ سنی اور غیر ارادی طور پر اس کا چہرہ اس کی طرف مڑ گیا۔

ہوش میں تو ہو۔ ڈاکٹر اسٹپلر اس آدمی سے کہہ رہا تھا۔

تم کون ہو۔۔۔۔۔۔۔

تم لارنگ نہیں ہو۔۔۔۔ ہرگز نہیں۔ میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔

تم کھا چکے ہو، اسٹپلر تم ختم ہو گئے۔ اس آدمی نے گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جولیا کے حلق سے ایک تحیر آمیز چیخ نکلی۔ اس کے سامنے وہی لفنگا عمران کھڑا تھا جس نے آج اسے ایک ریستوران میں مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر اسٹپلر خود کو میرے حوالے کر دو۔ بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ شاید مجھے تمہاری لاش یہاں سے لے جانی پڑے۔ عمران نے کہا۔

تم کون ہو۔

علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (گورداسپور) اور ریاست ڈھمپ کا شہزادہ۔ انگریزی میں لوگ مجھے ڈیوک آف ڈھمپ کہتے ہیں۔

دفعتاً ڈاکٹر اسٹپلر نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر زمین پر اوندھا گرا لیکن پھر بڑی تیزی سے عمران کی طرف پلٹا۔

ہائیں۔۔۔۔۔۔۔ ہائیں۔۔۔۔۔۔ ارے ارے۔ عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔۔۔۔

ہاتھا پائی شریفوں کا شیوہ نہیں ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر تم بہت اونچے آدمی ہو۔۔۔۔ لفنگے نہ بنو۔۔

اس بار ڈاکٹر اسٹپلر کا مکا دیوار پر پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تارے ہی ناچ گئے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ دیوار پر مکا پڑتے ہی اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ بھی نکلی تھی۔

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ عمران نے ایک طرف ہٹ کر درویشانہ انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے ابھی تک عمران کی حرکتوں کے متعلق صرف سنا تھا۔ قریب سے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

اسے حیرت بھی تھی جیسا سنا تھا اسے ویسا ہی پایا۔ اور شاید وہ تنہا بھی تھا۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ ساتوں افراد بے ہوش کیوں ہوتے جن کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے۔ شاید اس نے انہیں کسی تدبیر سے بے ہوش کر کے باندھ لیا تھا اور اب ان کے سرغنہ کو اس طرح زچ کر رہا تھا جیسے کوئی بلی کا بچہ اپنے پہلے شکار کو کھلا کھلا کر مارتا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیپلر ذرا ہی سی دیر میں دیوار سے لگ کر ہانپنے لگا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑتا ہوا بولا۔ یہ تھکن کا بہترین علاج ہے۔ اگر کہو تو ایک پیش کروں۔ اس سے سانس بھی قابو میں آ جاتی ہے۔

جواب میں اسٹیپلر نے ایک گندی سی گالی دی۔

توبہ۔۔۔ توبہ عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ یہ ایک عظیم سائینسدان بول رہا ہے۔

شٹ اپ ڈاکٹر اسٹیپلر حلق کے بل دھاڑا اور پھر عمران پر آ پڑا۔۔۔ مگر عمران کہاں۔۔۔ اس نے تو سامنے والی دیوار پر ٹکر ماری تھی اور عمران دور کھڑا سادھوؤں کی طرح ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔

کنفیوشش نے کہا تھا کہ غصے کی آگ کا ایندھن عقل بن جاتی ہے اور آدمی کسی جلی ہوئی عمارت کی طرح ویران ہو جاتا ہے۔ جو بیکار ہو جانے کے باوجود بھی زمین پر اپنا تسلط جمائے رکھتی ہے۔ اگر کنفیوشش کی شادی ہو گئی ہوتی تو وہ ایسی بات نہ کہہ سکتا۔ کیوں ڈاکٹر کیا خیال ہے۔

مگر ڈاکٹر کو ہوش کہاں تھا۔ آخری ٹکر نے اس کے سر میں شگاف ڈال دیا تھا۔ جس سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا اور خود اوندھے منہ پڑا تھا۔ جولیا قریب ہی کھڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران بے ہوش آدمیوں کو اسٹیشن ویگن میں ٹھونس رہا تھا۔ جولیا اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔

تم یہاں اگلی سیٹ پر میرا انتظار کرو۔ عمران نے اس سے کہا۔

میں بہت جلد واپس آؤں گا۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ زندگی بھر اس پہاڑی علاقے میں بھٹکتی پھرو گی۔

مجھے یقین ہے کہ آتے وقت تم نے راستے پر دھیان نہ دیا ہو گا۔

میں انتظار کروں گی۔ جولیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران پھر عمارت میں داخل ہوا جہاں اب الو بول رہے تھے۔ وہ ایک کمرے میں آیا، جس میں ایک ٹرانسمیٹر سیٹ موجود تھا۔ عمران اس پر جھکتا ہوا بولا۔ روشی۔۔۔ روشی۔۔۔

ریسیونگ آپریٹس سے آواز آئی۔ کون۔۔۔۔ عمران تم کہاں ہو

وہیں جہاں۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر پہلے بولا تھا۔ دیکھو، سکس، تھری، ایٹ، ناٹ پر فون کر کے کہو، سارجنٹ ناشاد تم اپنے تین آدمیوں کو لے کر لینڈ کسٹم ہاؤس کے پاس جاؤ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا کہ یہ ایکسٹو کا حکم ہے اور پھر سارجنٹ ناشاد سے کہہ دینا کہ کسٹم ہاؤس کے پاس سے گزرنے والی ہر اسٹیشن ویگن کی تلاشی لیتا رہے، عمران قیدیوں کو لا رہا ہے۔ اس کے ساتھ جولیا بھی ہے۔ تم زبردستی ان قیدیوں پر قبضہ کر لینا۔ اگر عمران لڑنے پر آمادہ ہو تو اسے اچھی طرح ٹھیک کر دینا۔۔۔ پھر ان قیدیوں کو دانش منزل پہنچا کر ایکسٹو کے دوسرے حکم کا انتظار کرنا۔

جولیا کون ہے۔ روشی نے پوچھا۔

ایک بیمار اور بوڑھی عورت جو شاید راستے ہی میں مر جائے۔ فون نمبر پھر سے سنو اور لکھ لو۔ سکس تھری ایٹ ناٹ۔۔۔۔۔ سارجنٹ ناشاد۔۔۔ وہ تینوں آدمیوں سمیت لینڈ کسٹم ہاؤس کے پاس موجود رہے۔۔۔ ہاں

عمران ڈسکنکٹ کر کے پھر باہر آ گیا۔ جولیا اگلی سیٹ پر موجود تھی۔ اسٹیشن ویگن پھر چل پڑی۔

اور یہاں یہ سب یونہی پڑا رہے گا۔ جولیا نے کہا۔

جہنم میں جائیے۔ میں صرف کیپٹن فیاض کو چوٹ دینا چاہتا تھا۔ پولیس خود ہی سمجھتی بوجھتی رہے گی۔

نہیں۔ تم انہیں براہِ راست پولیس کے حوالے نہیں کر سکتے۔ یہ کیس سکرٹ سروس والوں کا ہے۔

ہوگا۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ سیکرٹ سروس والوں کو بھی دیکھ لیا۔ سب نکمے ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ لوگ تمہیں مکھن کی ٹکیہ کی طرح کھا جاتے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ویسے اگر چیونگم سے شوق کرنے کو دل چاہئے تو میری جیب سے نکال لو۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ حقیقتاً اگر عمران وہاں نہ ہوتا تو نہ معلوم وہ لوگ اس کا کیا حشر کرتے۔ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔ کیا تم بہت پہلے سے ان لوگوں میں رہتے ہو

نہیں۔۔۔ یہ آج ہی کی بات ہے۔ میں ریستوران سے نکل کر ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ اور وہاں مجھے پہلے سے علم تھا کہ کچھ لوگ تمھاری نگرانی کر رہے ہیں۔ وہ دراصل ڈاکٹر اسٹپلر ہی کے آدمی تھے۔ تم ریستوران سے نکلیں۔۔۔۔۔۔۔ اور میں نے تمھارا تعاقب شروع کر دیا۔ میں دراصل تم پر اپنی گفتگو کا ردِ عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ تم اپنے فلیٹ گئیں اور میں باہر تمھارا انتظار کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ تم پھر باہر آؤ گی۔۔۔۔ اس کے بعد میں دیکھتا کہ میری گفتگو تمھیں کہاں کہاں لے جاتی۔ لیکن تمھارے بجائے تمھارے فلیٹ سے دو آدمی نکلے۔۔۔۔ جو ایک بہت بڑا صندوق اٹھائے ہوئے تھے۔ صندوق حد سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس صندوق میں تم ہی ہو سکتی ہو کیونکہ یہ دونوں ان ہی آدمیوں میں سے تھے۔ جو تمھاری نگرانی کر رہے تھے۔

پھر میں ان کا تعاقب کرتا ہوا اس غار تک پہنچا۔ جہاں تم پہلے لے جائی گئی تھیں۔ وہاں دو آدمی اور تھے۔ بس میں نے ان چارون میں سے ایک کا انتخاب کر لیا جس کا میک اپ مجھ پر چل سکتا تھا۔ اس کا نام شاید لارنگ تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اب بھی وہیں جھاڑیوں میں بندھا پڑا ہو۔۔۔۔ کنفیوشش نے کہا تھا کہ اپنے جسم کو بل مت ہونے دو۔ بیڑا پار ہو جائے گا۔ ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج میں نے بہت محنت کی ہے۔ ان ساتوں کو شراب میں بے ہوشی کی دوا دینی پڑی تھی۔

کیا اس کے ساتھ بس اتنے ہی آدمی تھے۔

نہیں شاید ڈیڑھ درجن شہر میں بھی ہیں۔

سرخ تحریر کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔

وہ سو فیصدی سرخ ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ۔۔۔۔۔ وہ سب کچھ قیامت ہے جو ایک دن ساری زمین پر پھیل جائے گی۔۔۔۔ اور کیا۔

جولیا اونگھ رہی تھی۔ اب وہ مطمئن ہو چکی تھی۔ اس لئے اسے جلد ہی نیند آ گئی اور وہ پشت گاہ سے ٹک کر سو گئی۔ پھر اچانک دھچکا لگنے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن ویگن رک گئی تھی۔ دفعتاً اس نے سارجنٹ ناشاد کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ عمران صاحب چپ چاپ اتر آیئے۔ ورنہ میں آپ کی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔

ضرور کرو پیارے میں اسے دماغ کی کھڑکی کہا کروں گا۔ ہوا اندر جاتی رہے گی اور دماغ کو کبھی گرم ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔

دوسرے ہی لمحے میں ریوالور کی نال عمران کے سینے سے آ لگی۔ دروازہ کھلا اور عمران کو زبردستی کھینچ لیا گیا۔

یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ جولیا نے چیخ کر کہا۔

ایکسٹو کا حکم سارجنٹ ناشاد اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر پچھلے حصے سے کسی نے کہا۔ عمران ریوالور کا رخ تمھاری طرف ہی ہے۔ اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا۔

عمران نیچے سے چیخ کر بولا۔ جولیا تم قیامت کے دن خدا کے سامنے گواہ رہنا کہ اسٹپلر کو میں نے پکڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کنفیوشش پر تو مجھے اس وقت غصہ آ رہا ہے۔ جو دنیا کو نیکی کا سبق دیا کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بس قصہ حاتم ملائی ٹھیک ہے دریا کر نیکی میں ڈال۔۔۔۔اررر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیکی کر۔۔۔۔

اسٹیشن ویگن فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

دانش منزل کے ایک بڑے کمرے میں سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبران مودب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز نشر ہو رہی تھی۔ وہ ہمیشہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتا تھا۔ اسی لئے اس کے ماتحتوں کا خیال تھا کہ وہ اپنی اصل آواز چھپانے کے لئے حلق کے بل بولتا ہے۔

وہ کہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر اسٹپلر وہ راکٹ چرا کر لایا تھا۔ اس نے انگلینڈ میں اس سائینسدان کو زہر دیا تھا۔ جس نے راکٹ بنایا تھا خیال اس کا تھا اور ڈاکٹر اسٹپلر نے اس کی تیاری میں مدد تھی۔ وہ راکٹ کچھ اس قسم کا تھا کہ فضا میں ہر قسم کی اڑان کر سکتا ہے۔ اس کے پچھلے حصے سے سرخ رنگ کی ایک چمکدار گیس بھی خارج ہوتی ہے۔

راکٹ دراصل اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے ذریعے چاند تک پہنچنے کا تجربہ کیا جائے لیکن ڈاکٹر اسٹپلر کی ذہانت نے شیطنیت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ اسے یہاں اڑا لایا اور اسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنے لگا۔

وہ راکٹ کو فضا اس طرح چکر دیتا تھا کہ سرخ رنگ کا دھواں تحریر کی شکل اختیار کر جاتا تھا۔ لوگ بدحواس ہو جاتے پھر وہ آبادیوں پر دھوئیں کے غبارے چھوڑ کر سچ مچ قیامت کا منظر پیش کر دیتا اور اس کے گرگے اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چونکہ وہ گیس ماسک پہنے ہوئے ہوتے تھے اس لئے بے دھڑک دھوئیں میں گھستے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے صرف دو ہی حملوں میں اربوں روپوں کی دولت لوٹ لی۔ ڈاکٹر اسٹپلر جانتا تھا کہ یہ بات چھپی نہ رہے گی لہذا اس نے یہاں آ کر اپنی موت کا ڈھونگ رچایا۔ اس کے گروہ والوں نے ایک تابوت دفن کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں پتھر ہی ہوں گے۔

والٹن دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک انسپکٹر تھا اور اس راکٹ کے چکر میں یہاں آیا تھا۔ چونکہ وہ راکٹ تجرباتی ہی دور میں تھا۔ اس لئے انگلینڈ کی حکومت چاہتی تھی کہ اس کی شہرت ابھی نہ ہونے پائے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ کوئی حریف ملک پہلے ہی فائدہ اٹھا لے۔۔۔۔۔اس لیے والٹن بہت ہی پوشیدہ طور پر یہاں آیا تھا۔۔۔۔۔۔اور وہ مجھ سے مل کر اسے تلاش کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسٹپلر کے آدمیوں نے اسے پہلے ہی ختم کر دیا۔ وہ راکٹ اب میرے قبضے میں ہے جو محکمہ خارجہ کے توسط سے انگلینڈ واپس بھیج دیا جائے گا۔ اگر میں اس سلسلے میں عمران کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بہت زیادتی ہوگی۔ مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاید شکریہ اس تک نہ پہنچ سکے۔

وہ تم آٹھوں سے واقف ہے لیکن اسے میرے وجود کا علم نہیں ہے اور میں یہی چاہوں گا کہ کبھی نہ ہو۔ اسی میں میرے محکمے کی بہتری ہے۔ اچھا اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ پولیس آ رہی ہے۔ وہ مجرموں کے لے جائے گی۔ پولیس والوں کو تمھارے وجود کا علم نہ ہونا چاہیئے۔

ٹرانسمیٹر بند کر کے عمران بری طرح کھانسنے لگا۔ اتنی دیر تک اس طرح بولتے رہنے کی وجہ سے حلق میں خراش پڑ گئی تھی۔ روشی اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اس کا داہنا کان پکڑ کر زور سے اینٹھ دیا۔

اررر۔۔۔۔۔۔اررر۔۔۔۔۔۔۔عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر کراہا۔

یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے۔ روشی نے کان چھوڑ کر کہا۔ تم مجھ سے اتنے دنوں تک چھپائے کیوں رہے۔

تم بھی کسی کی باتوں میں آئی ہو عمران ہنس کر بولا یہ عمران بول رہا ہے۔۔۔ عمران۔۔۔ جس کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔

پچھلی رات بھی تم نے ایکسٹو کا پیغام دینے کے لیے کہا تھا۔ مجھے بتاؤ۔ ورنہ۔۔۔ روشی مکا اٹھا کر بولی۔

ہائیں۔۔۔۔ ہائیں عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔ بتاتا ہوں۔۔۔ ہاں، میں۔۔۔ محکمۂ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔ اپنے ماتحتوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا۔ ورنہ وہ کمبخت مجھے چٹکیوں میں اڑا دیں گے۔ میری صورت ہی ایسی ہے کسی پر میرا رعب نہیں چلتا۔ لوگ راہ چلتے شانے پر ہاتھ رکھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ اگر اپنے چہرے پر رعب پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ ٹیلیفون یا ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی آواز سن کر وہ لوگ بری طرح کانپنے لگتے ہیں لیکن عمران کی جو درگت انہوں نے پچھلی رات بنائی تھی۔ اب تک یاد ہے۔۔ ایسی بیدردی سے اسٹیشن ویگن سے کھینچ کر زمین پر پھینک دیا تھا کہ عمران کے بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں اور پسلیاں برابر ہوگئی ہوتیں۔

یہ جولیا کون ہے۔

مرگئی بے چاری۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔

اس کا کیا قصہ ہے۔ روشی نے پوچھا۔

وہ بیچاری کم از کم پچانوے سال کی ضرور ہوگی۔ ڈاکٹر اسٹپلر کی نانی تھی۔ اور اس کمبخت نے اسے بھی قید کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی فرضی موت کے راز سے واقف تھی۔ ڈاکٹر اسٹپلر نے سوچا کہیں کسی پر یہ راز ظاہر نہ کردے۔ لہذا اس نے اسے اپنی قید میں رکھ چھوڑا تھا۔

جولیا نام تو بہت خوبصورت ہے۔

اور کیا۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میرا دعٰوی ہے کہ جوانی میں وہ خود بھی بہت خوبصورت رہی ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ ہاں لو چیونگم کھاؤ عمران اسے کنکھیوں سے دیکھتا ہوا اپنا سر کھجانے لگا۔ روشی دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ شاید اب بھی جولیا ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

اختتام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔The End